شرح

قصیدۃ البردۃ

الشیخ ابو عبداللہ محمد بن سعید بن حماد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مفتی سعد عبدالرزاق

فاضل جامعۃ فاروقیۃ

متخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

المیزان پبلشرز

کراچی، پاکستان

مولای صل وسلم دائما أبدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

شرح
قصیدۃ البردۃ

الشیخ ابو عبداللہ محمد بن سعید بن حماد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مفتی سعد عبدالرزاق

فاضل جامعۃ فاروقیہ

متخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

امیر پبلشرز

کراچی، پاکستان

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

شرح

قصیدۃ البردۃ

الشیخ ابو عبداللہ محمد بن سعید بن حماد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: _____ مفتی سعد عبدالرزاق

تاریخ اشاعت: _____ مئی 2020

پرنٹر: _____ عابد پرنٹرز

باہتمام: _____ نبیل احمد

ڈیزائنر: _____ کامران خان

ناشر

المیزان پبلشرز

کراچی، پاکستان

عرض مرتب

قصیدہ بردہ شریف کو اللہ تعالی نے دنیا بھر میں بے مثال مقبولیت عطا فرمائی ہے، یہ مبارک قصیدہ ایک جانب تو حسن ادب اور فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہے، دوسری جانب رسول اللہ ﷺ سے علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے کمال عشق و محبت کی عکاسی کرتا ہے اور سیرت نبویہ کے مختلف گوشوں کو جس انداز میں اس مبارک قصیدہ میں بیان کیا گیا ہے وہ شاید ہی کسی اور قصیدے میں نظر آسکے، یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و محبوب ہوجاتی ہے اسے اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندوں کے نزدیک بھی ایک خاص اہمیت حاصل ہوجاتی ہے چنانچہ اس مبارک قصیدے کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ حضرات مشائخ خود بھی اس کو معمول بناتے رہے ہیں اور اپنے متعلقین کو بھی اس کے ورد کی تلقین فرماتے ہیں، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اکابر اپنے مریدوں کو قصیدہ بردہ اور دلائل الخیرات پڑھنے کی ہدایت کیا کرتے تھے، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں لوگوں کو ان کتابوں کی اجازت مرحمت فرمائی، حضرت جی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء قصیدہ بردہ اور شیم الحبیب کا مطالعہ عظمت و احترام کے ساتھ کریں، ایک عرصہ تک دارلعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کے نصاب میں قصیدہ بردہ شامل تھی اور طلباء کو سبقاً پڑھائی جاتی تھی۔

الحمدللہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم ہی سے دلائل الخیرات اور الحزب الاعظم شائع کرنے کا موقع ملا ساتھ ہی دل میں یہ داعیہ تھا کہ اس مبارک قصیدہ کو شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے اور عوام الناس کے سامنے اکابر امت کی طرف سے کی گئی تشریح کو ایسے مختصر انداز میں پیش کیا جائے کہ جس کا پڑھنا اور اس کے ذریعہ اس مبارک قصیدہ کا سمجھنا ہر ایک کے لئے آسان ہوجائے،

عرض مرتب

لہٰذا کام کا آغاز کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب یہ مختصر سی کاوش آپ حضرات کے سامنے ہے اللہ تعالیٰ اس کوشش اور کاوش کو قبول فرمائے اور جس طرح آپ ﷺ کی چادر مبارک کے صدقے صاحب قصیدہ بردہ کے جملہ امراض دور ہوئے اللہ تعالیٰ مجھے اور اس رسالے کے پڑھنے والوں کو بھی امراض ظاہرہ اور باطنہ سے شفاء کاملہ عطا فرمائے، گنبد خضراء کے مکین ﷺ کی سچی محبت اور آپ ﷺ کا قرب نصیب فرمائے اور جنت البقیع میں آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پڑوس میں مدفن نصیب فرمائے اور قیامت کے روز جب آپ ﷺ کے عشاق کو پکارا جائے تو اس صف میں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی شمار فرمائے آمین آمین آمین۔

آپ حضرات سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اس مبارک قصیدے کو اپنے معمولات کا حصہ بنائیں اور مجھے، میری والدہ محترمہ میری اہلیہ اور بچوں اور میرے مرحوم والد صاحب کو، میرے مرحوم شیخ حضرت واصف منظور رحمۃ اللہ علیہ کو، میرے شہید استاذ جی حضرت مولانا عطاء الرحمن صاحب کو، میرے اساتذۂ کرام خصوصاً مولانا امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم اور مولانا عمران داؤد صاحب دامت برکاتہم کو، میرے بڑے بھائی حافظ بلال صاحب کو اور میرے عزیز رفقاء بھائی نبیل صاحب اور بھائی عمران نورانی صاحب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فقط والسلام

سعد عبدالرزاق

+92 321 2022205

فہرست

عرض مرتب 04

صاحب قصیدہ کا تعارف 08

سبب تصنیف قصیدہ بردہ 10

قصیدہ بردہ کے اشعار کی تعداد 11

پہلی فصل (اشعار) 15

پہلی فصل (تشریح) 19

دوسری فصل (اشعار) 27

دوسری فصل (تشریح) 32

تیسری فصل (اشعار) 40

تیسری فصل (تشریح) 49

چوتھی فصل (اشعار) 62

چوتھی فصل (تشریح) 67

پانچویں فصل (اشعار) 73

پانچویں فصل (تشریح) 79

چھٹی فصل (اشعار) 85

چھٹی فصل (تشریح) 91

ساتویں فصل (اشعار) 99

ساتویں فصل (تشریح)..... 104

آٹھویں فصل (اشعار)..... 109

آٹھویں فصل (تشریح)..... 116

نویں فصل (اشعار)..... 125

نویں فصل (تشریح)..... 129

دسویں فصل (اشعار)..... 134

دسویں فصل (تشریح)..... 138

حرف آخر..... 142

بدوی (دیہاتی) کی روضۂ مبارکہ پر حاضری اور دعا..... 143

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

صاحب قصیدہ کا تعارف

امام شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن سعید بن حماد بن محسن بن عبداللہ بن حیانی بن صنہاج بن ہلال المعروف علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب قصیدہ بردہ شریف بروز منگل یکم شوال سن ۶۰۸ ہجری کو مصر کے قصبہ دلاص میں پیدا ہوئے، اس عہد کے رواج کے مطابق بچپن ہی سے علوم دینیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور صرف تیرہ سال کی عمر میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی اور اس کے ساتھ دوسرے علوم میں بھی مہارت حاصل کی جیسا کہ ان کے اشعار کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ انہیں علم حدیث، علم مغازی اور علم کلام پر عبور حاصل تھا، شعر گوئی کا انہیں ابتدائے عمر سے ہی شوق تھا اور یہ شوق زندگی کی اگلی منزلوں میں تیز تر ہوتا چلا گیا ان کا مجموعہ اشعار جو دیوان بوصیری کے نام سے چھپ چکا ہے اور متداول ہے ان کی قادر الکلامی پر شاہد عدل ہے، ان کے قریب تر عہد کے فضلاء نیز بعد میں آنے والوں نے بھی ان کے اس فضل وکمال کا اعتراف کیا ہے، شیخ الاسلام جلال الدین سیوطی، علامہ ابن العماد حنبلی وغیرہ نے ان کی اعلیٰ شاعرانہ حیثیت کا بڑی فراخ دلی سے اعتراف کیا ہے، حصول علم کی جدوجہد اور اس عہد کے عام انداز فکر کے مطابق علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کوچۂ تصوف کی بھی خاک چھانی ہے، شروع میں وہ اس زمانے کے مشہور صوفی و بزرگ مربی کبیر شیخ ابوالحسن شاذلی (علی بن عبداللہ بن عبدالجبار متوفی سن ۶۵۶ ہجری) سے بیعت ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور اس عہد کے مشہور صوفی ابوالعباس احمد المرسی متوفی سن ۶۸۶ ہجری سے بیعت ہوئے، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں ابوحیان معمری غرناطی متوفی سن ۷۴۵ ہجری اور ابن سید الناس اشبیلی متوفی سن ۷۳۴ ہجری جیسے مشہور علماء شامل ہیں جس سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی علمی حیثیت خاصی بلند تھی اور ساتویں ہجری کے علماء میں انہیں ایک امتیازی حیثیت حاصل تھی۔

قصیدہ کا تعارف صاحب

عمر کے ابتدائی حصے میں فکر معاش میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ مختلف ارباب اقتدار کے پاس خطاط اور کاتب کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور ان ارباب اقتدار کی شان میں قصائد بھی لکھتے رہے جیسا کہ کہ قصیدہ بردہ کے شعر خَدَمْتُهُ بِمَدِيحٍ اَسْتَقِيلُ بِهِ سے واضح ہوتا ہے۔

ساتویں صدی کے آغاز میں امیر المومنین ناصر لدین اللہ عباسی بغداد میں برسر اقتدار تھا، مشرق میں خوارزم شاہی حکمران تھے، جلال الدین خوارزم شاہ اور عباسی خلیفہ کے درمیان اختلاف بڑھتے چلے گئے اور تعلقات خطرناک حد تک کشیدہ ہو گئے اور نوبت فوج کشی تک پہنچ گئی تھی، کہ مشرق سے منگولوں کا سیلاب نمودار ہوا اور اپنے ساتھ دنیائے اسلام کے وسیع خطوں کو بہا کر لے گیا اور سن ۶۵۶ ہجری میں عباسی خلفاء کی امارت کا جبراً خاتمہ ہوا، شام و مصر بھی منگولوں کے حملوں کی زد میں آئے، حلب و دمشق پر بھی تاتاری لشکر ٹوٹ پڑے، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اس آزمائش کے وقت پچاس کے قریب تھی اور بظاہر یہی ان کے عروج کا زمانہ تھا اور یہی وہ زمانہ تھا جب ان کی طبیعت شاہان دنیا سے اچاٹ ہوئی، چنانچہ اس کے بعد علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ابوالعباس احمد المرسی کے آستانہ نیاز سے وابستہ ہو گئے، بعد ازاں بیت المقدس میں دس سال عبادت و ریاضت میں گزارنے کے بعد ارض حجاز کی مقدس فضاؤں میں اپنی زندگی کے روز و شب بسر کئے اور پھر در شیخ پر واپس تشریف لے آئے اور سن ۶۹۴ ہجری یا سن ۶۹۵ ہجری میں سفر آخرت اختیار فرمایا، اسکندریہ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور مسجد سے متصل ہی آپ کی قبر مبارک ہے، اللہ تعالیٰ ان پر اپنی بے انتہاء رحمتیں نازل فرمائے آمین۔

سبب تصنیف قصیدہ بردہ

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ پر فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے ان کا آدھا دھڑ سن ہو گیا، جب وہ اس کے علاج سے مایوس ہو گئے تو دل میں خیال آیا کہ حضور ﷺ کی شان اقدس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھوں اور اس کے ذریعے اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مصیبت اور بیماری سے شفاء عطا فرمائے چنانچہ اسی بیماری کی حالت میں قصیدہ لکھا، جب رات کو سوئے تو خواب میں آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے خواب میں ہی آپ ﷺ کی خدمت میں قصیدہ پڑھ کر سنایا قصیدے کے اختتام کے بعد دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا اور اپنی چادر مبارک ان پر ڈال دی، جب علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نیند سے بیدار ہوئے تو وہ فالج کی بیماری سے مکمل طور پر شفایاب ہو چکے تھے۔

اسی خوشی اور انبساط کے عالم میں صبح سویرے گھر سے نکلے تو اس زمانے کے مشہور بزرگ شیخ ابوالرجاء رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو وہ فرمانے لگے کہ اے امام وہ قصیدہ سناؤ جو آپ نے حضور ﷺ کی مدح میں تحریر فرمایا ہے چونکہ اس قصیدہ کا علم سوائے علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی کو نہیں تھا تو انہوں عرض کیا کہ حضرت کون سا قصیدہ؟ شیخ ابوالرجاء رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ وہ قصیدہ سنایئے جس کا مطلع یہ ہے:

اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُّقْلَةٍ بِدَمٍ

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیرت سے عرض کیا کہ اے ابوالرجاء یہ قصیدہ آپ نے کہاں سنا؟ کیونکہ یہ قصیدہ انہوں نے سوائے آپ ﷺ کے (حالت خواب میں) کسی اور کو نہیں سنایا تھا اور نہ ہی کسی شخص سے اس قصیدے کو لکھنے کے بعد ملاقات کی تھی۔

تو شیخ ابوالرجاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ قصیدہ میں نے اس وقت سنا جب گزشتہ رات آپ

حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس قصیدہ کو سنا رہے تھے اور آپ ﷺ اس قصیدہ کو سن کر مسرت کا اظہار فرما رہے تھے، یہ سن کر علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ قصیدہ شیخ ابوالرجاء کی خدمت میں پیش کیا۔

قصیدہ بردہ کے تقریباً تمام شارحین نے اس واقعہ کا مختصر یا مفصل تذکرہ کیا ہے، چونکہ اس قصیدہ کی برکت سے علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو فالج سے شفاء حاصل ہوئی اس لئے اس قصیدہ کا نام البرءۃ پڑ گیا اور چونکہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اس قصیدہ کے پڑھنے کے بعد آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک اتار کر ان پر ڈال دی اس لئے اس قصیدہ کو قصیدۃ البردۃ بھی کہتے ہیں اور یہی نام زیادہ مشہور بھی ہوا۔

قصیدہ بردہ کے اشعار کی تعداد

قصیدہ بردہ دس فصلوں پر مشتمل ہے اور اس کے کل اشعار کی تعداد ایک سو ساٹھ ۱۶۰ ہے مگر اس قصیدے کے اول اور آخر میں اسی طرح درمیان میں بھی بعض اشعار کا اضافہ کر دیا گیا ہے چنانچہ قصیدے کی ابتداء میں مندرجہ ذیل دو اشعار الحاقی ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اسی طرح درمیان میں یہ اشعار الحاقی ہیں:

وَلَا اَعَارَتْکَ لَوْنَیْ عَبْرَۃٍ وَضَنًی ذِکْرَی الْخِیَامِ وَذِکْرَی سَاکِنِی الْخِیَمِ

اِنْ قَامَ فِی جَامِعِ الْهَیْجَاءِ خَاطِبُهُمْ تَصَامَمَتْ عَنْهُ اُذْنَا صِمَّۃِ الصَّمَمِ

حَتّٰی اِذَا طَلَعَتْ فِی الْکَوْنِ عَمَّ هُدًا هَا الْعَالَمِیْنَ وَاَحْیَتْ سَائِرَ الْاُمَمِ

اٰیَاتُهُ الْغُرُّ لَا تَخْفٰی عَلٰی اَحَدٍ بِذَوْنِهَا الْعَدْلُ بَیْنَ النَّاسِ لَمْ یَقُمِ

اسی طرح قصیدے کے آخر میں مندرجہ ذیل اشعار الحاقی ہیں:

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ
ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ وَعَنْ عَلِیٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْكَرَمِ
فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْ لِقَارِئِهَا سَاَلْتُكَ الْخَیْرَ یَا ذَاالْجُوْدِ وَالْكَرَمِ

ان اشعار کے علاوہ بھی بعض اشعار اس قصیدے میں شامل کر لئے گئے ہیں جو قصیدہ کے اختتام میں بطور دعا کے پڑھے جاتے ہیں مثلا:

یَا رَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا وَاغْفِرْلَنَا مَا مَضٰی یَا وَاسِعَ الْكَرَمِ
وَاغْفِرْ اِلٰهِیْ لِكُلِّ الْمُسْلِمِیْنَ بِمَا یَتْلُوْهُ فِی الْمَسْجِدِالْاَقْصٰی وَفِی الْحَرَمِ
بِجَاهِ مَنْ بَیْتُهٗ فِیْ طَیْبَةَ حَرَمٌ وَاسْمُهٗ قَسَمٌ مِّنْ اَعْظَمِ الْقَسَمِ
وَهٰذِهِ بُرْدَةُ الْمُخْتَارِ قَدْ خُتِمَتْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ فِی بَدْءٍ وَّفِی خَتَمٍ

اگر ان اشعار کو شامل کرلیا جائے تو قصیدہ بردہ کے اشعار کی مجموعی تعداد ایک سو تہتر ۱۷۳ ہوجاتی ہے مگر صحیح یہی ہے کہ اس کے کل اشعار کی تعداد ایک سو ساٹھ ۱۶۰ ہے، بقیہ اشعار الحاقی ہیں، جن کی نسبت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف درست نہیں۔

اس بات کی تائید اس الحاقی شعر سے بھی ہوتی ہے، جسے شارحین بردہ نے الحاقی اشعار کے ضمن میں نقل کیا ہے:

اَبْیَاتُهَا قَدْ اَتَتْ سِتِّیْنَ مَعَ مِائَةٍ فَرِّجْ بِهَا كُرْبَنَا یَا وَاسِعَ الْكَرَمِ

اگرچہ یہ شعر الحاقی ہے، تاہم اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قصیدہ بردہ کے اشعار کی تسلیم شدہ تعداد ایک سو ساٹھ ۱۶۰ ہی ہے۔

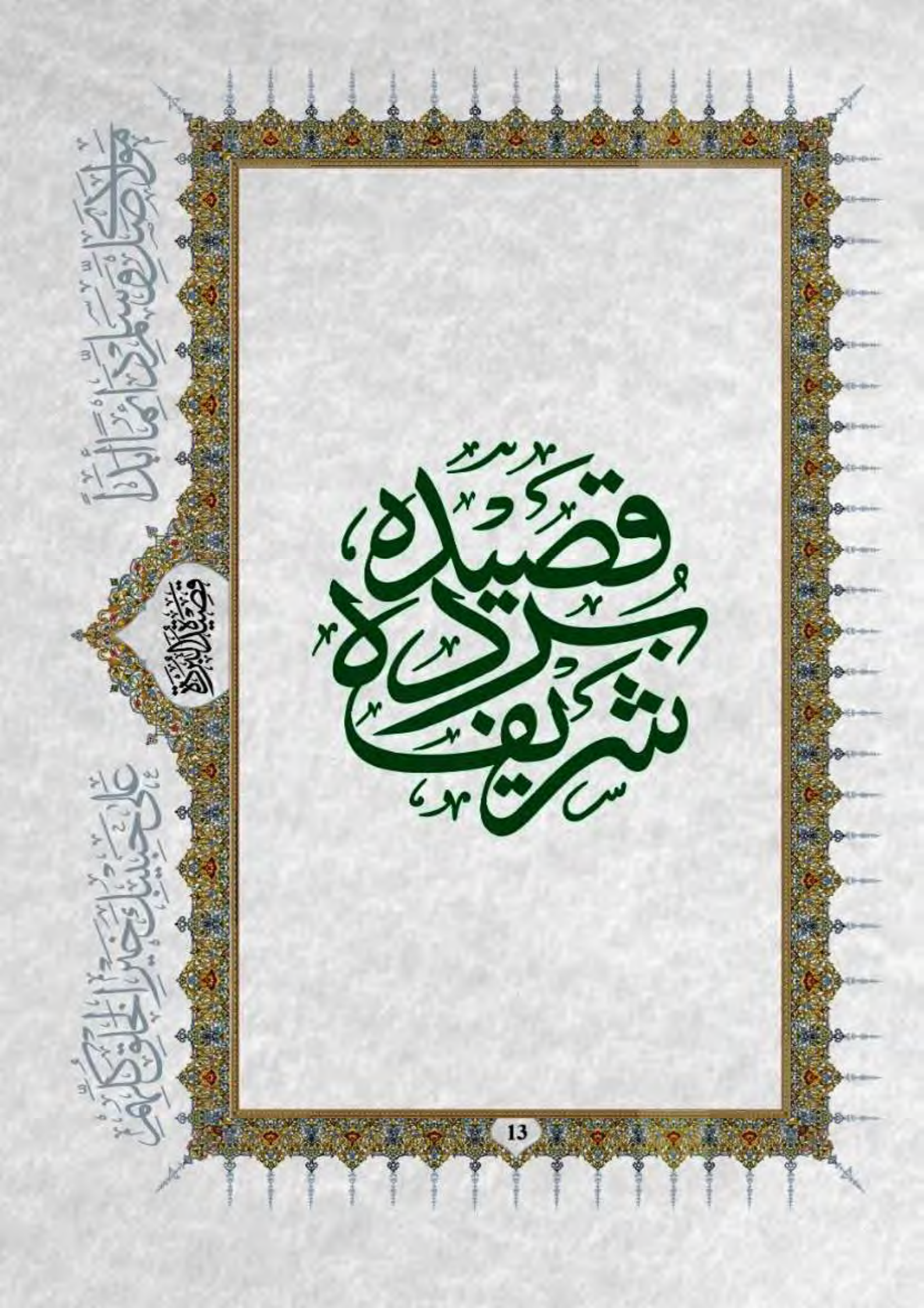
قصیدہ بردہ شریف

ادخلوها بسلام آمنين

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْفَصْلُ الْاَوَّل

فِیْ ذِکْرِ عِشْقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُنْشِئِ الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مخلوق کو عدم سے وجود دیا

ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمِ

پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے درود وسلام ہوں اس رسول پر جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ترین نبی ہیں

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

اے میرے مولا ہمیشہ اور دائمی درود وسلام بھیج

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اپنے محبوب ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں

١ اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ

کیا ذی سلم کے پڑوسیوں کی یاد کی وجہ سے

مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُّقْلَةٍ بِدَمٍ

تیری آنکھوں سے بہنے والے آنسو خون سے آلودہ ہیں

٢ اَمْ هَبَّتِ الرِّيْحُ مِنْ تِلْقَاءِ كَاظِمَةٍ

یا کاظمہ (مدینہ منورہ کی طرف ایک بستی) کی جانب سے ہوا چلی ہے

اَوْ اَوْمَضَ الْبَرْقُ فِي الظَّلْمَاءِ مِنْ اِضَمٍ

یا تاریک رات میں اضم پہاڑ سے بجلی چمکی ہے

٣ فَمَا لِعَيْنَيْكَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا

پھر تیری آنکھوں کو کیا ہوا ہے کہ اگر تو انہیں رکنے کا کہتا ہے تو یہ اور زیادہ آنسو بہاتی ہیں

وَمَا لِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ

اور تیرے دل کو کیا ہوا ہے کہ تو اگر اسے پرسکون ہونے کا کہتا ہے تو وہ مزید غمگین ہو جاتا ہے

٤ اَيَحْسَبُ الصَّبُّ اَنَّ الْحُبَّ مُنْكَتِمٌ

کیا عاشق (رونے والا) یہ گمان کرتا ہے کہ محبت چھپنے والی چیز ہے

مَّا بَيْنَ مُنْسَجِمٍ مِّنْهُ وَمُضْطَرِمِ

جبکہ اس عاشق کا حال یہ ہے کہ وہ بہتے ہوئے آنسو اور دل بے قرار کے درمیان ہے

٥ لَوْلَا الْهَوٰى لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلٰى طَلَلٍ

اگر تجھے محبت نہ ہوتی تو تم ویران ٹیلوں پر آنسو نہ بہاتے

وَلَا اَرِقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ

اور نہ ہی بان کے درخت اور سرزمین عرب کے پہاڑ کی یاد میں راتوں کو جاگتے رہتے

٦ فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ

اور تو اس محبت کا انکار کس طرح کرسکتا ہے جبکہ اس محبت پر گواہی دے دی

بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

تیری آنکھوں سے بہنے والے آنسو اور عشق کی بیماری نے جو کہ دو سچے گواہ ہیں

٧ وَاَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّيْ عَبْرَةٍ وَّضَنًى

غم عشق نے تیرے رخساروں پر گریہ و بکا اور لاغری کے دو ایسے نشان ثبت کردیئے ہیں

مِثْلَ الْبَهَارِ عَلٰى خَدَّيْكَ وَالْعَنَمِ

کہ جو بہار کے پھول کی طرح زرد اور عنم (درخت) کی شاخ کی طرح سرخ ہیں

٨ نَعَمْ سَرٰى طَيْفُ مَنْ اَهْوٰى فَاَرَّقَنِيْ

ہاں رات میں مجھے اس محبوب کا خیال آیا اور اس نے مجھے بے چین کرکے شب بھر جگایا

وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

اور محبت میں تو (محبوب کی جدائی) لذتوں کو درد سے بدل دیتی ہے

٩ يَا لَائِمِيْ فِي الْهَوَى الْعُذْرِيِّ مَعْذِرَةً

بنی عذراء کی طرح محبت کرنے پر اے مجھے ملامت کرنے والے! میرا عذر قبول کر

مِّنِّيْ اِلَيْكَ وَلَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

اور اگر تو انصاف سے کام لے تو مجھے کبھی بھی ملامت نہ کرے

١٠ عَدَتْكَ حَالِيَ لَا سِرِّيْ بِمُسْتَتِرٍ

میرا حال تجھ کو معلوم ہوچکا اور میرا کوئی راز کسی چغل خور عیب جو سے

عَنِ الْوُشَاةِ وَلَا دَائِيْ بِمُنْحَسِمِ

پوشیدہ نہیں رہا اور نہ ہی میرا مرض عشق مجھ سے کسی طور پر چھوٹنے والا ہے

١١ مَحَضْتَنِي النُّصْحَ لٰكِنْ لَّسْتُ اَسْمَعُهٗ

تو نے مجھے خلوص دل کے ساتھ نصیحت کی لیکن میں اسے سنتا ہی نہیں ہوں

اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِيْ صَمَمِ

اس لئے کہ عاشق نکتہ چینی اور ملامت کی آوازوں سے بہرا ہوتا ہے

١٢ اِنِّيْ اتَّهَمْتُ نَصِيْحَ الشَّيْبِ فِيْ عَذَلِيْ

میں نے اپنی ملامت کے سلسلے میں بڑھاپے کی نصیحت پر تہمت لگائی

وَالشَّيْبُ اَبْعَدُ فِيْ نُصْحٍ عَنِ التُّهَمِ

حالانکہ بڑھاپا نصیحت کرنے میں تہمت سے بری ہوتا ہے

اَلْفَصْلُ الْاَوَّل

(تشریح اشعار)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قلب انسانی میں محبت کے مختلف جذبات موجزن رہتے ہیں، چنانچہ عاشق مجازی اپنے محبوب کی یاد میں گریبان چاک کر دیتے ہیں اور تصور جاناں میں شب و روز کے کتنے ہی قیمتی لمحات ضائع کر دیتے ہیں، اور اگر کسی خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نصیب ہو جائے تو نہ صرف وہ خود اس محبت کی لذت سے محظوظ ہوتا ہے بلکہ ایک عالم اس محبت کے جذبات سے فیض یاب ہوتا ہے، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ پہلی فصل میں اسی عشق حقیقی اور اس کے اسباب کو بیان فرما رہے ہیں۔

شعر نمبر ① اور شعر نمبر ② میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو مخاطب بنا کر فرما رہے ہیں کہ تیری پریشانی اور اضطراب کا سبب دراصل محبوب کی یاد ہے کیونکہ یہ ضابطہ ہے کہ محبوب سے منسوب ہر چیز سے محبت ہوا کرتی ہے اسی لئے ذی سلم (جگہ کا نام) کے پڑوسیوں کی یاد میں تیرے آنسو بہنے لگے یا مدینہ منورہ کے مقام کاظمہ سے آتی ہوئی ہوا نے تیرے دل کے تاروں میں ارتعاش پیدا کر دیا جس کی وجہ سے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں تیری آنکھ سے

آنسو جاری ہو گئے یا پھر جبل اضم جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے اس پر بجلی چمکی جس نے تیرے دل کو منور کر دیا۔

جب علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخاطب (جو دراصل وہ خود ہی ہیں) سے یہ سوال کیا تو مخاطب نے محبت کے راز کو پوشیدہ رکھنے کے لئے اس سے انکار کیا تو علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ شعر نمبر ③ اور ④ میں فرماتے ہیں: کہ اگر تم اس بات پر مصر ہو کہ تمہارا یہ رونا عشق و محبت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کا کوئی اور سبب ہے تو پھر تمہیں اپنی آنکھوں اور دل پر قابو کیوں نہیں ہے کیونکہ تمہاری حالت سے تو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ جب بھی تم آہ و فغاں ترک کرنے کا ارادہ کرتے ہو تو آنسوؤں کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جب کبھی تم اپنے دل کو اطمینان دلانے کی کوشش کرتے ہو تو اس کی بے چینی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ علامات محبت ہیں کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ دل میں محبت کی آگ بھڑک رہی ہو اور آنکھوں سے آنسو نہ بہیں، عاشق کے دل پر عشق کی ضرب پڑے اور وہ نہ دھڑکے یہ ہو نہیں سکتا، اور اس کیفیت کو دیکھنے والے پر عاشق کا راز فاش ہو جاتا ہے، عاشق تو یہ گمان کر رہا ہوتا ہے کہ وہ اپنی محبت کا راز پوشیدہ رکھے ہوئے ہے لیکن آنکھوں سے اشک کی روانی اور دل کی بے چینی عاشق کے عشق کو ظاہر کر دیتی ہے۔

پھر علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ شعر نمبر ۵ میں اس کے عاشق ہونے پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر تیرے دل پر محبوب کی حکمرانی نہ ہوتی اور تیرا یہ تڑپنا عشق کی وجہ سے نہ ہوتا تو پھر تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کھنڈرات کی زیارت کر کے آنسو نہ بہاتا اور نہ ہی اس درخت کی یاد میں رات بھر کروٹیں بدلتا جس درخت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال حقیقی کا مشاہدہ کیا تھا، تیرا یہ تڑپنا، آنسو بہانا اور راتوں کا جاگنا یہ درحقیقت محبت کی سوزش ہی کی وجہ سے ہے۔

اب جب محبت ظاہر ہو چکی، عاشق کی حالت اور کیفیت نے راز افشاء کر دیا، اس کے باوجود عاشق کی طرف سے اس پر اخفاء پر تعجب کرتے ہوئے علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ شعر نمبر ۶ اور ۷ میں فرماتے ہیں کہ کسی چیز کے ثبوت کے لئے عام طور پر دو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے اور جب دو شاہد عدل کسی چیز کی گواہی دے دیں تو وہ چیز ثابت ہو جاتی ہے اور عاشق کے عشق پر دو گواہوں یعنی محبت میں آنسو بہانے والی آنکھ اور اس کے نتیجے میں بدن پر طاری ہونے والی کمزوری نے گواہی دے دی ہے کہ جس طرح موسم بہار میں پھول کھل اٹھتے ہیں اسی طرح گلشن عشق میں جب موسم بہار آتا ہے تو آنسو کی شکل میں لہو کی بوندیں عاشق کے رخسار پر بہتی ہیں پھر عاشق کے رخسار جو غم عشق کی

وجہ سے زرد پڑ گئے ہوتے ہیں پھول کی طرح کھل اٹھتے ہیں، یوں تو ہر رونے والے کے آنسو اس کے درد وغم کی گواہی دیتے ہیں لیکن ایسا آنسو جو چہرے پر سرخ خط کھینچ دے اور ایسا غم جو چہرے کو زرد کر دے وہ غم عشق ہی ہو سکتا ہے۔

شعر نمبر ⑧ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی محبت کا اقرار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مجھے محبت ہو گئی ہے اور اسی محبت نے میری راتوں کی نیند اڑائی ہے کیونکہ عاشق کا فلسفہ لذت کچھ اور ہی ہوتا ہے عام لوگوں کو نیند میں لذت ملتی ہے تو عاشق کو بے خوابی میں لذت ملا کرتی ہے، محبت کا یہی تو وہ راستہ ہے جس کی وادی پر خار میں بھی وادی بہشت کا لطف ملتا ہے، غم میں لذت ملتی ہے، درد ہی دوا بن جاتا ہے اور تصور جاناں کی لذت دنیا و مافیہا کی لذتوں سے بے خبر کر دیتی ہے۔

شعر نمبر ⑨ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی محبت صادقہ کا ذکر کرتے ہوئے ملامت کرنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ تم ہمارے معاملے میں انصاف سے کام لو کیونکہ ہماری محبت سچی ہے اور ہمارا عشق بنی عذراء کے عشق سے بھی آگے ہے، یمن کا قبیلہ بنی عذراء عشق و محبت میں معروف ہے یہاں تک کہ عربی زبان میں اَعْشَقُ مِنْ بَنِیْ عَذْرَاءَ (بنی عذراء سے بڑا عاشق) بطور ضرب المثل استعمال ہوتا ہے، چنانچہ یہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص

نے بنی عذراء کے کسی فرد سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میرا تعلق اس قوم سے ہے کہ جب وہ عشق کرتے ہیں تو پھر زندہ نہیں رہتے، اس پر اس پوچھنے والے نے کہا کہ اَاَنْتَ عُذْرِیٌّ کیا تم بنی عذراء سے ہو۔

گویا علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ملامت کرنے والوں سے کہہ رہے ہیں کہ بنی عذراء کے لوگ اپنے عشق مجازی میں اپنے محبوب کی خدمت میں جان و دل بطور نذرانہ پیش کر دیتے ہیں جس کا تمہیں بھی بخوبی علم ہے تو میں جس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اسیر ہوں، ان کی محبت میں تمہاری ملامت کی مجھے کوئی پرواہ نہیں، میرا حال دل اب کسی سے پوشیدہ نہیں رہا اور اس کی حقیقت تمہارے سامنے روز روشن کی طرح آچکی ہے۔

شعر نمبر ⑩ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر مرض کا علاج ممکن ہے اور اگر اس مرض سے چھٹکارے کے لئے دوا استعمال کی جائے تو وہ مرض دور ہو جاتا ہے یا کم از کم اس میں کمی آجاتی ہے لیکن محبت ایک ایسا مرض ہے جس کا علاج دنیا میں ممکن نہیں اور یہ ایک ایسا مرض ہے کہ اس کی جتنی دوا کی جائے اس مرض میں مزید اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ بھی اب مرض عشق کے ہاتھوں مغلوب ہو چکے ہیں اس لئے وہ ملامت کرنے والوں سے کہہ رہے ہیں کہ ارے بیوقوفو.....! اس مرض کے سامنے اچھے اچھے

ماہر وحاذق حکیم ناکام ہو چکے ہیں اس لئے تم خوامخواہ اپنی صلاحیتوں کو اس کے دور کرنے میں صرف مت کرو کیونکہ ہمارا مرض ختم ہونے والا نہیں اور نہ ہی ہم اس مرض کو ختم کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ یہی تو وہ مرض ہے جو ہمارے تمام امراض اور ہماری تمام بیماریوں کا علاج ہے۔

شعر نمبر ⑪ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ عاشق کی فراست کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب ملامت واستہزاء کے حربے ناکام ہو جاتے ہیں تو ملامت کرنے والا مشفق ناصح کا روپ دھار کر سامنے آتا ہے لیکن عاشق صادق کی نگاہ اسے بھی پہچان لیتی ہے اور وہ اس منافقانہ نصیحت کی چال میں ہرگز نہیں آتا اور نہ ہی اسے سننا گوارا کرتا ہے کیونکہ جو نصیحت راہ عشق حقیقی سے ہٹانے کے لئے کی جائے اس کا سننا بھی عاشق کے لئے ناممکن اور محبوب سے بے وفائی کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ جس چیز کو ناصح دیوانگی سمجھتا ہے مکتب عشق میں اسی کا نام عقل ہے۔

شعر نمبر ⑫ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق چاہے عشق حقیقی میں محو ہو یا عشق مجازی میں مبتلا ہو اسے عشق کے معاملے میں کسی کی نصیحت اچھی نہیں لگتی، چاہے وہ اس کا اپنا بڑھاپا ہی کیوں نہ ہو، بڑھاپا چونکہ زندگی کے بہت سے نشیب وفراز سے گزر کر آتا ہے اس لئے فطرتاً وہ وعظ

ونصیحت کو اپنا فرض سمجھتا ہے اور ہر اس راستے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے جہاں خطرات کا اندیشہ ہو اور چونکہ بڑھاپے کی اپنی کوئی غرض نہیں ہوتی اس لئے وہ اپنی نصیحت میں مخلص ہوتا ہے لیکن ایک عاشق جس پر عشق کی دھن سوار ہو اسے بڑھاپے کا اس طرح نصیحت کرنا بے حد گراں گزرتا ہے۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے بوڑھے ناصح کو مورد الزام ٹھہرایا لیکن پھر خیال آیا کہ بڑھاپا تو قابل عفو و درگزر ہے اور اس کی نصیحت سراسر اخلاص پر مبنی ہے، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ بجائے بڑھاپے پر تہمت لگانے کے اس کی بات پر توجہ ہی نہ دی جائے کیونکہ وہ عشق کو خلاف عقل و مصلحت سمجھتا ہے اور عشق میں مصلحت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْفَصْلُ الثَّانِی

فِی مَنْعِ هَوَی النَّفْسِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

اے میرے مولا ہمیشہ اور دائمی درود وسلام بھیج

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اپنے محبوب ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں

١ فَاِنَّ اَمَّارَتِیْ بِالسُّوْءِ مَا اتَّعَظَتْ

بے شک مجھے برائی کی طرف مائل کرنے والے نفس یعنی نفس امارہ نے اپنی جہالت کے سبب

مِنْ جَهْلِهَا بِنَذِيْرِ الشَّيْبِ وَالْهَرَمِ

بڑھاپے اور انتہائی پیرانہ سالی کے ڈرانے سے نصیحت حاصل نہیں کرنے دی

٢ وَلَا اَعَدَّتْ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِيْلِ قِرٰى

اور میرے نفس نے اس مہمان کی میزبانی کے لئے نیک اعمال کے ساتھ تیاری نہیں کی

ضَيْفٍ اَلَمَّ بِرَاْسِیْ غَيْرَ مُحْتَشِمِ

ایسا مہمان جو اچانک بلاتکلف میرے سر کے اوپر اتر آیا یعنی بڑھاپا

٣ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنِّیْ مَا اُوَقِّرُهٗ

اگر مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ میں اپنے مہمان کا احترام نہ کر سکوں گا

كَتَمْتُ سِرًّا بَدَا لِیْ مِنْهُ بِالْكَتَمِ

تو جو راز اس کی وجہ سے ظاہر ہو گیا (بال سفید ہونا) اسے خضاب سے چھپا کر ظاہر نہ ہونے دیتا

٤ مَنْ لِّیْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِّنْ غَوَايَتِهَا

اب میرا کون ہے جو میری مدد کرتے ہوئے میرے نفس کو سرکشی اور گمراہی سے روکے

كَمَا يُرَدُّ جِمَاحُ الْخَيْلِ بِاللُّجُمِ

جس طرح سرکش گھوڑوں کی سرکشی کو لگاموں سے روکا جاتا ہے

٥ فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِیْ کَسْرَ شَهْوَتِهَا

تو یہ نہ سمجھ کہ گناہ کا ارتکاب کرنے سے نفس کی شہوت اور گناہ کی چاہت ختم ہوجائے گی

اِنَّ الطَّعَامَ یُقَوِّیْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

بےشک لذیذ کھانے سے کھانے کی حرص اور زیادہ بڑھ جاتی ہے

٦ وَالنَّفْسُ کَالطِّفْلِ اِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلٰی

نفس امارہ تو ایک شیر خوار بچے کی طرح ہے کہ اگر اسے نہ روکا گیا تو جوانی تک دودھ پینا

حُبِّ الرَّضَاعِ وَاِنْ تَفْطِمْهُ یَنْفَطِمِ

نہیں چھوڑے گا اور اگر مدت رضاعت میں دودھ چھڑادے تو آسانی سے چھوڑ دے گا

٧ فَاصْرِفْ هَوَاهَا وَحَاذِرْ اَنْ تُوَلِّیَهٗ

اور تو خواہش نفس کو روک اور اس بات سے ڈر کہ وہ کہیں تجھ پر غالب نہ آجائے

اِنَّ الْهَوٰی مَا تَوَلّٰی یُصْمِ اَوْ یَصِمِ

بےشک جب خواہش نفس غالب آجاتی ہے تو ہلاک کردیتی ہے یا عیب دار بنادیتی ہے

٨ وَرَاعِهَا وَهِیَ فِی الْاَعْمَالِ سَائِمَةٌ

اور تو چراگاہ عمل میں (نیک اعمال کرتے ہوئے بھی) اپنے نفس کی نگرانی کر

وَّاِنْ هِیَ اسْتَحْلَتِ الْمَرْعٰی فَلَا تُسِمِ

اور اگر وہ چراگاہ کو لذیذ سمجھ بیٹھے (اعمال سے مغرور ہونے لگے) تو پھر اسے چرنے سے روک

٩ كَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِّلْمَرْءِ قَاتِلَةً

نفس بہت سی ایسی لذتوں کو خوشنما بنا دیتا ہے جو انسان کو اس طرح قتل کر دیتی ہیں

مِّنْ حَيْثُ لَمْ يَدْرِ اَنَّ السَّمَّ فِي الدَّسَمِ

کہ اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس مرغن اور لذیذ کھانے میں زہر ملا ہوا ہے

١٠ وَاخْشَ الدَّسَائِسَ مِنْ جُوْعٍ وَّمِنْ شِبَعٍ

اور تم بھوک اور شکم سیری کے دجل و مکر اور وسوسے سے ڈرو

فَرُبَّ مَخْمَصَةٍ شَرٌّ مِّنَ التُّخَمِ

اس لئے کہ بسا اوقات شدت کی بھوک، شکم سیری (بدہضمی) سے زیادہ مضر ہوتی ہے

١١ وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ قَدِ امْتَلَاَتْ

اور اس آنکھ سے آنسو بہا جو حرام چیزوں کے مشاہدے سے بھر چکی ہے

مِنَ الْمَحَارِمِ وَالْزَمْ حِمْيَةَ النَّدَمِ

اور پشیمان ہوکر اس قسم کے افعال شنیعہ سے پرہیز کرنے کو لازم پکڑ

١٢ وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ وَاعْصِهِمَا

اور تو شیطان اور نفس امارہ کی مخالفت کر اور ان دونوں کی نافرمانی کر

وَاِنْ هُمَا مَحَّضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمِ

اگرچہ یہ دونوں تجھے مخلصانہ نصیحت کر رہے ہوں تب بھی انہیں متہم اور مشکوک سمجھ

۱۳ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْمًا وَّلَا حَكَمًا

بصورت مدمقابل اور بصورت منصف کسی بھی صورت میں نفس وشیطان کی اطاعت نہ کر

فَاَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

کیونکہ تم خصم (مخالف) اور حکم (منصف) کے دھوکے اور مکر سے بخوبی واقف ہو

۱۴ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ بِلَاعَمَلٍ

میں بارگاہ الٰہی میں ایسی تمام باتوں پر استغفار کرتا ہوں جس پر میں خود عمل نہ کروں

لَقَدْ نَسَبْتُ بِهٖ نَسْلاً لِّذِیْ عُقُمٍ

کیونکہ قول بلاعمل ایسے ہی ہے جیسے بانجھ عورت کی طرف اولاد کی نسبت کرنا

۱۵ اَمَرْتُكَ الْخَيْرَ لٰكِنْ مَّا ائْتَمَرْتُ بِهٖ

میں نے تجھے بھلائی کا حکم کیا اور خود اس پر عمل نہیں کیا اور جب میں خود

وَمَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِیْ لَكَ اسْتَقِمْ

راہ راست پر نہیں ہوں تو میرا تجھ سے یہ کہنا کہ سیدھے راستے پر رہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا

۱۶ وَلَا تَزَوَّدْتُّ قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً

اور موت سے پہلے میں نے نہ تو نفلی اعمال کا زادراہ تیار کیا ہے

وَّلَمْ اُصَلِّ سِوٰی فَرْضٍ وَّلَمْ اَصُمِ

اور نہ ہی فرض کے سوا کوئی نفلی نماز ادا کی اور نہ ہی فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے رکھے

اَلْفَصْلُ الثَّانِی

(تشریح اشعار)

انسان کو آخری سانس تک جس داخلی دشمن کا خطرہ رہتا ہے وہ نفس امارہ ہے یہی وہ پہلوان اور عیار ہے جو اپنے داؤ پیچ اور مکاری اور عیاری سے بڑے بڑے نیکوکاروں اور شب زندہ داروں کا شکار کر لیتا ہے یہی وجہ ہے کہ خارجی دشمنوں کی چالوں سے آگاہ کرنے کے بعد علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ دوسری فصل میں داخلی دشمن کی طرف متوجہ کر رہے ہیں، کیونکہ راہ محبت میں اس کا مقابلہ کئے بغیر منزل عشق کا حصول ناممکن ہے۔

چنانچہ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ دوسری فصل کے پہلے دو اشعار، شعر نمبر ① اور شعر ② میں نفس امارہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تیری سب سے بڑی جہالت یہ ہے کہ تو بڑھاپے سے عبرت حاصل نہیں کرتا، کیونکہ میری تو یہ حالت ہے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منزلیں طے کرتا ہوا اب بوڑھا ہو چکا ہوں اور حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے دل و دماغ میں نقش ہو چکی ہے اور جو چیز ذہن میں نقش ہو جائے اس کا بڑھاپے میں نکلنا آسان نہیں ہوتا، اس لئے اے نفس امارہ.....! مجھ بوڑھے عاشق رسول کا پیچھا چھوڑ دے، مجھ سے مایوس ہو جا اور

اپنی جہالت کا مزید ثبوت فراہم مت کر، تیری خیریت اسی میں ہے کہ اب تو میرا تابع ہوجا۔

دوسری فصل کے شعر نمبر ۳ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ ان کے بال اگرچہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سفید ہوچکے ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں یہ احساس ستارہا ہے کہ بڑھاپا سفید بالوں کا خوبصورت تحفہ لے کر میرے پاس آیا ہے لیکن میرے پاس اس کی مہمان نوازی کے لئے اعمال صالحہ کا توشہ نہیں ہے جس سے میں اس کی مہمان نوازی کا حق ادا کرسکوں، اگر مجھے اس بات کا اندازہ ہوتا کہ میں اس مہمان کی عزت وتوقیر کا حق ادا نہیں کر پاؤں گا تو میں اس بات کی کوشش کرتا کہ اس معزز مہمان یعنی بڑھاپے کی علامات کو خضاب کے پردے میں چھپادیتا۔

شعر نمبر ۴ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سرکش گھوڑوں کی سرکشی کو تو لگام ڈال کر روکا جاسکتا ہے لیکن نفس کی سرکشی کا مقابلہ کیسے کیا جائے، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں نفس کی سرکشی کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے عجز کا اظہار فرمارہے ہیں کہ اس نفس کی سرکشی سے بچنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق اور مدد ونصرت شامل حال نہ ہو۔

شعرنمبر ⑤ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نفس امارہ پر قابو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ طبیعت جس گناہ اور غلط کام کا تقاضہ کرے اسے کثرت سے کیا جائے تا کہ طبیعت اس سے سیر ہوجائے اور اس گناہ سے اکتاہٹ ہونے لگے، درحقیقت یہ نفس کی ہی ایک چال ہے جس پر علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ رد کررہے ہیں کہ گناہ کا علاج گناہ کی کثرت ہرگز نہیں ہوسکتی بلکہ نفس امارہ پر قابو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ گناہوں کے ذریعے اس کی خواہشات کی تکمیل نہ کی جائے، کیونکہ بھوکے کے سامنے انواع قسم کے کھانوں سے دسترخوان سجانے سے اس کی بھوک کی شہوت میں اضافہ تو ضرور ہوگا لیکن کوئی یہ کہے کہ اس سے کھانے کی شہوت میں کمی آئے گی یہ ممکن نہیں۔

شعرنمبر ⑥ ،شعرنمبر ⑦ اور شعرنمبر ⑧ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نفس کی سرکشی و چالاکی اور اس کا علاج بیان فرمارہے ہیں کہ نفس کی مثال تو بچے کے جیسی ہے کہ پیدا ہوتے ہی اسے ماں کے دودھ کی عادت ہوجاتی ہے اب اگر مقررہ مدت میں اسے دودھ نہ چھڑایا جائے تو اس کی عادت پختہ ہوجاتی ہے اور وہ ماں کی چھاتی چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا، اس لئے بسا اوقات ماں اپنے دل پر جبر کرتے ہوئے اپنے لخت جگر کو اپنی چھاتی سے دور کرتی ہے، اور خارجی اسباب اختیار کرتی ہے، بچے کا رونا اور بلکنا برداشت کرتی ہے تا کہ اس کی یہ

عادت نکل جائے، یہی حال نفس کا ہے کہ اگر اسے بے لگام چھوڑ دیا جائے اور اس کو اپنے اختیارات کا مالک بنا دیا جائے تو یہ سرکش گھوڑا ہلاکت کی وادیوں میں گرا دے گا، لہٰذا نفس کو زبردستی اس کے مرغوبات سے روکنا ہوگا تب جا کر یہ اپنی سرکشی سے باز آئے گا اور ساتھ ہی ساتھ اسے نیک اعمال کا عادی بھی بنانا ہوگا، اس کو وہ ماحول فراہم کرنا ہوگا جس ماحول میں رہتے ہوئے اس کے لئے نیک کام کرنا آسان ہو جائے اور جب وہ نیک اعمال میں مشغول ہو جائے تو اس صورت میں بھی اس کی نگرانی کی جائے کہ کہیں وہ عجب وتکبر اور نام ونمود کے فاسد جذبوں میں مبتلا نہ ہو جائے۔

شعر نمبر ⑨ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نفس امارہ کی مکاری سے خبردار فرما رہے ہیں کہ نفس امارہ بڑا ہی مکار اور دھوکے باز ہے، وہ انسان کو اس انداز میں دھوکہ دیتا ہے کہ اسے پتا ہی نہیں چلتا، گناہوں پر نیکی کی ایسی ملمع کاری کرتا ہے کہ بڑے بڑے جہاں دیدہ اور دور اندیش اس کے فریب میں آجاتے ہیں، وہ زہر کو ایسے میٹھے مشروب میں ملا کر پیش کرتا ہے کہ جب تک اس زہر کے اثرات انسان کے جسم میں سرایت نہ کر جائیں اسے اندازہ ہی نہیں ہوتا۔

شعر نمبر ⑩ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نفس امارہ کے دو بڑے حربوں کی نشاندہی فرما رہے ہیں کہ نفس امارہ کے پاس انسان کو گمراہ کرنے کے لئے ہر

قسم کے حربے موجود ہیں ان میں سے دو بڑے حربے فقر اور مالداری کے ہیں، فقر فطرت انسانی کا وہ کمزور پہلو ہے جہاں سے اکثر شیطان حملہ آور ہوتا ہے، اس حربے کے ذریعے شیطان دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ اگر جائز ناجائز، حلال حرام کی بحث میں پڑو گے تو غربت وافلاس کا شکار ہو جاؤ گے اور ترقی میں پیچھے رہ جاؤ گے، اس کے برعکس مال داری کے فتنہ میں مبتلا ہو کر وہی انسان جو حالت غربت میں بڑا ہی متواضع اور بااخلاق ہوتا ہے، مال کے آتے ہی کبر و غرور اور حرص و بخل کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

نفس امارہ کی سازشوں کی وجہ سے اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہو جائے تو اب اس کے تدارک کی کیا صورت ہو علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اس قیمتی نسخہ کو شعر نمبر ⑪ میں بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چشم انسانی کو جن موتیوں (آنسو) کی دولت بخشی ہے ان کا ایک قطرہ بھی جہنم کی آگ کو بجھانے کے لئے کافی ہے، حضرت نے یہاں استفراغ کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی ہیں کہ کسی چیز کو نچوڑ کر اسے خالی کر دیا جائے یعنی ندامت کے آنسو بہانے میں بخل سے کام نہ لیا جائے، لہٰذا اگر کوئی نفس و شیطان کو شکست فاش دینا چاہے تو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ندامت کے آنسو بہائے۔

شعر نمبر ⑫ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ نفس اور شیطان

انسان کے ازلی دشمن ہیں وہ انسان کے کبھی خیر خواہ نہیں ہو سکتے اس لئے ان دونوں کو کبھی اپنا خیر خواہ سمجھ کر دھوکہ نہیں کھانا چاہئے بلکہ ان دونوں دشمنوں کے ہر داؤ پیچ سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

شعر نمبر ⑬ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ وہ تدبیر اور دلیل جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت ہو اس کو تسلیم کر لینا یہ مسلمان اور ایک عاشق رسول ﷺ کے شایان شان نہیں اور نفس اور شیطان کسی خیر کی طرف رہنمائی کریں یہ ممکن نہیں، لہٰذا کسی طور پر بھی ان کی رہنمائی کی طرف توجہ نہ کی جائے بلکہ ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اسی سے ہی رہنمائی طلب کی جائے۔

شعر نمبر ⑭ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ یہ حقیقت ہے کہ کلام بغیر عمل کے مؤثر نہیں ہوتا جو خود عشق کی آگ میں نہ جلا ہو وہ کسی کے دل میں عشق کی آگ کیسے بھڑکا سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قول بلا عمل سے استغفار فرما رہے ہیں اور اس کو بانجھ عورت سے تشبیہ دے رہے ہیں کہ جس طرح بانجھ ہوتے ہوئے اولاد کا دعوی کرنا عبث اور موجب ذلت و رسوائی ہے اسی طرح بغیر عمل کے صرف باتیں کرنا بھی ذلت کا سبب ہے۔

شعر نمبر ⑮ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ایک اہم نکتہ کی طرف اشارہ

فرمارہے ہیں کہ نفس امارہ اور شیطان لعین سے مقابلے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے قول وفعل میں اتحاد ہو، دوسروں کے دلوں کو نور ہدایت سے منور کرنے کو لازم سمجھنا اور اپنے قلب ونظر کی طرف توجہ نہ دینا یہ نفس اور شیطان کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔

سب کچھ کر کے بھی کچھ نہ سمجھنا یہ کمال معرفت کی دلیل ہے جوں جوں ایک عاشق پر انوار اور تجلیات کا ظہور ہوتا ہے اس کی پیاس بڑھتی ہی جاتی ہے اور احساس تقصیر میں اضافہ ہوتا رہتا ہے علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہی احساس ستا رہا ہے کہ موت سے پہلے نفلی عبادات کی تیاری کما حقہ نہ کر سکے اور اپنی اسی کیفیت کو علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ دوسری فصل کے آخری شعر یعنی شعر نمبر ⑯ میں بیان فرمارہے ہیں۔

الفصل الثالث
في منع رسول الله ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

فِي مَدْحِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

اے میرے مولا ہمیشہ اور دائمی درود وسلام بھیج

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اپنے محبوب ترین نبی ﷺ پر جو تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں

١ ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْيَى الظَّلَامَ اِلٰى

میں نے اس ذات ﷺ کی سنت کو ترک کر دیا جس نے اندھیری راتوں میں شب

اَنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَّرَمٍ

بیداری فرمائی یہاں تک کہ ان کے قدم مبارک میں سوجن کی وجہ سے تکلیف ہونے لگی

٢ وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَهٗ وَطَوٰى

اور جس نے بھوک اور فاقے کی وجہ سے اپنے پیٹ کو باندھ دیا

تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُّتْرَفَ الْاَدَمِ

اور اپنے نازک پہلوؤں پر پتھر باندھ لئے

٣ وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ

بڑے بڑے پہاڑوں نے سونے کا بن کر آپ ﷺ کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی

عَنْ نَّفْسِهٖ فَاَرَاهَآ اَيَّمَا شَمَمٍ

تو حضور ﷺ نے اپنے بلند حوصلہ اور استغناء سے انہیں ٹھکرا دیا

٤ وَاَكَّدَتْ زُهْدَهٗ فِيْهَا ضَرُوْرَتُهٗ

حضور ﷺ کی ضرورتوں نے آپ ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی میں اور زیادہ اضافہ کیا

اِنَّ الضَّرُوْرَةَ لَاتَعْدُوْ عَلَى الْعِصَمِ

اور ثابت کر دیا کہ ضرورتیں آپ کی پرہیز گاری اور عصمت پر غالب نہیں آسکتیں

٥ وَ كَيْفَ تَدْعُوْ اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ

دنیاوی ضرورتیں اس ذات اقدس ﷺ کو دنیا کی طرف کیسے دعوت دے سکتی ہیں

لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

جو اگر نہ ہوتے تو دنیا عدم سے نہ نکالی جاتی (یعنی دنیا وجود میں ہی نہ آتی)

٦ مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

محمد ﷺ دنیا وآخرت اور جن وانس سب کے سردار اور طجاء ہیں

وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

اور وہ عرب وعجم سب کے سردار اور طجاء ہیں

٧ نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِيْ فَلَا اَحَدٌ

ہمارے پیارے نبی ﷺ نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے ہیں

اَبَرَّ فِيْ قَوْلٍ لَّا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

پس کوئی بھی نفی واثبات کرنے اور وعدہ پورا کرنے میں آپ ﷺ کے ہم مثل نہیں

٨ هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ

وہی ایک شان والے اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے

لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

اچانک پیدا ہونے والے ہر خوف اور مصیبت کے وقت انہیں سے امید ہے

٩ دَعَآ اِلَى اللهِ فَالْمُسْتَمْسِكُوْنَ بِهٖ

آپ ﷺ نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا تو جس نے آپ کا دامن تھام لیا

مُسْتَمْسِكُوْنَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ

تو گویا اس نے ایسی رسی کو تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں

١٠ فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَّفِيْ خُلُقٍ

حضور ﷺ کو حسن صورت اور حسن سیرت میں تمام انبیاء علیہم السلام پر فوقیت ہے

وَّلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَّلَا كَرَمِ

اور انبیاء میں سے کوئی بھی علم و کرم میں حضور ﷺ کے مرتبے کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا

١١ وَكُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ مُلْتَمِسٌ

انبیاء علیہم السلام میں سے ہر ایک نبی، حضور ﷺ سے طلب کرنے والا ہے

غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

دریائے علم و اخلاق میں سے ایک چلو پانی کا یا ابر کرم سے پانی کے ایک گھونٹ کا

١٢ وَوَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ

تمام کے تمام انبیاء حضور ﷺ کے سامنے اپنے اپنے مرتبے کے مطابق کھڑے ہیں

مِنْ نُّقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

علم کے نقطہ اور حکمت کی شکل کے مطابق

۱۳ فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ

تو آپ ہی وہ ذات ہیں جو صورت (ظاہر) اور حقیقت (باطن) کے اعتبار سے مکمل ہو گئے

ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

پھر آپ ﷺ کو خالق ارواح (اللہ تعالیٰ) نے اپنی محبوبیت کے لئے پسند فرمالیا

۱۴ مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ

آپ ﷺ اپنے محاسن اور صفات میں شریک سے پاک ہیں

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

حضور اقدس ﷺ کی خوبیوں کے حسن کا جوہر کسی دوسرے میں ناقابل تقسیم ہے

۱۵ دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ

نصاریٰ نے اپنے نبی کے متعلق جو (شرکیہ) دعوے کئے ان کو چھوڑ دو اور

وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَكِمِ

(شرک کے علاوہ) آپ ﷺ کی جس طرح تعریف کرنا چاہو، کرو اور دانائی اختیار کرو

۱۶ وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ

اور حضور ﷺ کی ذات مبارکہ کی طرف جیسا عظیم مرتبہ منسوب کرنا چاہو وہ کرو

وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

اور آپ ﷺ کی قدر و منزلت کی جیسی چاہو عظمت بیان کرو

١٧ فَإِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللهِ لَيْسَ لَهٗ

کیونکہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کی کوئی حد نہیں

حَدٌّ فَيُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

کہ جسے بیان کرنے والا بیان کرسکے

١٨ لَوْ نَاسَبَتْ قَدْرَهٗ اٰيَاتُهٗ عِظَمًا

اگر آنحضرت ﷺ کے معجزات آپ ﷺ کے مرتبہ کے برابر ہوتے

اَحْيَى اسْمُهٗ حِيْنَ يُدْعٰى دَارِسَ الرِّمَمِ

تو جب بھی آپ ﷺ کا نام نامی لیا جاتا وہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کردیتا

١٩ لَمْ يَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْيَى الْعُقُوْلُ بِهٖ

آپ ﷺ نے ہمیں ایسی آزمائش میں مبتلا نہیں کیا کہ جس سے ہماری عقل عاجز آجائے

حِرْصًا عَلَيْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَهِمِ

ہماری بہتری کی حرص کرتے ہوئے تو نہ ہم شک میں پڑے اور نہ ہی ہم حیرت میں مبتلا ہوئے

٢٠ اَعْيَى الْوَرٰى فَهْمُ مَعْنَاهُ فَلَيْسَ يُرٰى

حضور ﷺ کی ذات کی حقیقت سمجھنے سے تمام مخلوق عاجز ہوگئیں

لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْفَحِمِ

پس قرب و بعد میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو آپ ﷺ کی حقیقت کے سمجھنے سے عاجز نہ ہو

(۲۱) كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعْدٍ

آپ ﷺ کی مثال سورج کے جیسی ہے جو دور سے بظاہر چھوٹا معلوم ہوتا ہے

صَغِيْرَةً وَّتُكِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمِ

اور آنکھ کو اس بات سے عاجز کردیتا ہے کہ وہ اسے قریب سے دیکھے

(۲۲) وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيْقَتَهٗ

دنیا میں کوئی آپ کی حقیقت کا ادراک کیسے کرسکتا ہے

قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

وہ خوابیدہ قوم جو آپ کے خیالات اور خواب سے ہی مطمئن ہوگئی ہے

(۲۳) فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ

حضور ﷺ کے بارے میں ہمارے علم کی انتہاء یہی ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں

وَّاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

اور بشر ہونے کے باوجود آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے افضل اور اعلیٰ ہیں

(۲۴) وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا

اور وہ تمام معجزات جو سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام لائے ہیں

فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ

وہ انہیں حضور ﷺ کے نور کے طفیل ہی ملے ہیں

٢٥ فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا

بے شک حضور ﷺ فضیلت کا سورج ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام سورج سے روشنی حاصل

يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

کرنے والے ستارے ہیں جو تاریکی میں لوگوں کیلئے آپ ﷺ کے انوار کو ظاہر کرتے ہیں

٢٦ حَتّٰى اِذَا طَلَعَتْ فِي الْكَوْنِ عَمَّ هُدَا

یہاں تک کہ جب یہ آفتاب (حضور ﷺ) مکمل روشن ہوگیا تو اس کی روشنی

هَا الْعَالَمِيْنَ وَاَحْيَتْ سَائِرَ الْاُمَمِ

تمام دنیا پر پھیل گئی اور اس نے تمام امتوں کو نور ہدایت سے زندہ کردیا

٢٧ اَكْرِمْ بِخَلْقِ نَبِيٍّ زَانَهٗ خُلُقٌ

نبی کریم ﷺ کی جسمانی ساخت اللہ تعالیٰ نے کیسی دل آویز بنائی جو اعلیٰ اخلاق سے مزین

بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ

ہے کہ چہرۂ زیبا سے مسرت اور بشاشت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں

٢٨ كَالزَّهْرِ فِيْ تَرَفٍ وَّالْبَدْرِ فِيْ شَرَفٍ

آپ ﷺ نزاکت اور تازگی میں پھول کی طرح اور شرف میں مکمل چاند کی طرح ہیں

وَّالْبَحْرِ فِيْ كَرَمٍ وَّالدَّهْرِ فِيْ هِمَمِ

اور سخاوت میں سمندر کی طرح اور ہمت میں دائمی زمانے کی طرح ہیں

٢٩ كَأَنَّهٗ وَهُوَ فَرْدٌ فِيْ جَلَالَتِهٖ

جب آپ ﷺ تنہا ہوں تو جلالت و بزرگی کے سبب ملاقات کے وقت یوں معلوم ہوتا ہے

فِيْ عَسْكَرٍ حِيْنَ تَلْقَاهُ وَفِيْ حَشَمِ

گویا آپ ﷺ بہت بڑے لشکر میں حشمت کے ساتھ تشریف فرما ہیں

٣٠ كَأَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ فِيْ صَدَفٍ

گیا کہ وہ (دندان مبارک) سیپ میں چھپے ہوئے موتی ہیں

مِنْ مَّعْدِنَيْ مَنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسَمِ

جو آپ ﷺ کی گفتگو اور تبسم کے دوران ظاہر ہوتے ہیں

٣١ لَا طِيْبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ اَعْظُمَهٗ

کوئی خوشبو اس مٹی کے برابر نہیں ہوسکتی جو جسم اقدس ﷺ کے ساتھ لگی ہوئی ہے

طُوْبٰى لِمُنْتَشِقٍ مِّنْهُ وَمُلْتَثِمِ

کس قدر سعادت مند اور مبارک ہے وہ شخص جس نے اسے سونگھا ہے اور بوسہ دیا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

(تشریح اشعار)

تیسری فصل میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی شان اور آپ ﷺ کی عبادت ریاضت اور زہد وتقوی کو بیان فرمارہے ہیں۔

شعر نمبر ① میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ ہم نے اس ذات کی سنت کا حق ادا نہیں کیا جو راتوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور آپ ﷺ سے زیادہ راتوں کو زندہ کرنے والا دنیا میں کوئی نہیں آیا، اگر ہم اپنے محبوب ﷺ کی اتباع میں راتوں کو زندہ نہ کریں جن کے پاؤں مبارک پر قیام لیل کی وجہ سے ورم پڑ جاتا تھا تو ہمیں اپنے دعویٰ عشق کے بارے میں سوچنا ہوگا کہ آیا ہم اپنے اس دعوے میں سچے ہیں یا نہیں۔

شعر نمبر ② میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ کی شان استغناء اور عظمت فقر کو بیان فرمارہے ہیں کہ جس ذات کے قدموں میں عرب وعجم کی دولت نچھاور ہورہی ہے اس کا بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ مبارک پر پتھر

باندھنا اور فقر و فاقہ کی زندگی کو ترجیح دینا زہد و استغناء کے کمال کی دلیل ہے، بے شک دنیا ایسے فقر و استغناء کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

شعر نمبر ③ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ مادی چیزیں کتنی ہی بلند و بالا کیوں نہ ہوں وہ مومن کی روح کی رفعت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور آپ ﷺ کی روح مبارک تو ہمہ وقت رزق ربانی سے سیر رہتی ہے، اس لئے پہاڑوں کا اپنے آپ کو سونے کا بنانے کی پیشکش کرنا، اس کی آپ ﷺ کے استغناء کے سامنے کوئی حیثیت نہ تھی، اس پیشکش کے جواب میں گویا آپ ﷺ نے پہاڑوں کو اپنی بلندی کا مشاہدہ کروایا کہ اے پہاڑو.....! میرے جبل استغناء کی بلندی تک تمہاری رسائی نہیں ہو سکتی، آج بھی وادی بطحا اور جبل احد پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ساڑھے چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سونے کی شکل میں بنا کر آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا تھا لیکن آپ ﷺ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

شعر نمبر ④ اور ⑤ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ عام انسان کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب اس کی ضروریات میں اضافہ ہوتا ہے تو دنیا کی طرف میلان اور جھکاؤ میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن آپ ﷺ کے زہد کا یہ حال ہے کہ جس قدر آپ ﷺ کی ضروریات زندگی میں اضافہ ہوتا گیا اسی قدر

آپ ﷺ کا زہد واستغناء (جو ہر اعتبار سے کامل تھا) اس کا اظہار بھی مضبوط و مستحکم ہوتا چلا گیا، اور ایسا کیوں نہ ہوتا کیونکہ وہ ذات جس کے لئے دنیا سجائی گئی اس کو دنیا کی ضرورتیں اپنی طرف مائل کرلیں یہ کیسے ممکن ہے۔

شعر نمبر ⑥ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ محمد ﷺ جن وانس، عرب وعجم اور دنیا وآخرت کے سردار ہیں اور یہ محض عقیدہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے وہی انکار کرسکتا ہے جو بصیرت اور بصارت سے محروم ہو کیونکہ آپ ﷺ میں وہ تمام اوصاف کامل طور پر موجود تھے جن کا موجود ہونا کائنات کی سیادت اور قیادت کے لئے ضروری ہے۔

شعر نمبر ⑦ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ یوں تو آپ ﷺ کے بے شمار اوصاف حمیدہ ہیں لیکن آپ ﷺ کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متصف ہونا بہت ہی اہم صفت ہے اور اس اہم ذمہ داری کا تحمل آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لئے ممکن ہی نہیں تھا کیونکہ قول وفعل میں آپ ﷺ سے زیادہ سچا کوئی نہیں اور آپ ﷺ کے بعد اب آپ ﷺ کی امت نے اس اہم فریضہ کو ادا کرنا ہے، لہٰذا ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم بھی دنیا کے سامنے اپنے قول وفعل کی صداقت کا اظہار کریں۔

شعر نمبر ⑧ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ شفاعت ایک

بہت بڑا اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے کہ قیامت کے ہولناک منظر میں جب ہر شخص پریشان ہوگا اس وقت آپ ﷺ اپنی امت کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی محشر کے دن آپ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے آمین۔

شعر نمبر ⑨ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی صفت خاص کا تذکرہ فرمارہے ہیں کہ آپ ﷺ زندگی بھر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے اور اس دعوت الی اللہ کے نتیجے میں جن لوگوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول فرمالیا گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی کو تھام لیا جو ٹوٹنے والی نہیں۔

شعر نمبر ⑩ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بلند ترین صفات اور اخلاق کے حامل ہوا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات کو نہ صرف جمع فرمادیا بلکہ بیک وقت ان تمام صفات کا مظہر بھی بنادیا، علم وعمل اور تمام ظاہری وباطنی کمالات کی تکمیل کا جو نمونہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ نے پیش کیا، عالم انسانی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا کہ حسن سیرت، حسن صورت اور علم و بزرگی

میں آپ ﷺ کا کوئی ثانی نہیں یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی آپ ﷺ کی کسی صفت میں آپ ﷺ کے برابر نہیں۔

شعر نمبر ⑫ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ کی شان عظمت اور مرتبہ ومقام محمود کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی سے انبیاء علیہم السلام بھی مستفید ہوتے ہیں، قیامت کے دن جبکہ نفسا نفسی کا عالم ہوگا تمام انبیاء علیہم السلام بھی روز محشر کی پریشانیوں سے حیران ہوں گے، تو اس وقت شفاعت کبریٰ کا شرف آپ ﷺ کو ہی حاصل ہوگا، اور شفاعت کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام حضور ﷺ ہی کی خدمت میں التماس کریں گے۔

شعر نمبر ⑬ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ کے علم وحکمت کے اعتبار سے مقام ومرتبہ کو بیان فرمارہے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا علم وحکمت آپ ﷺ کے خزانہ علم وحکمت کے سامنے نقطہ اور اعراب کے مثل نظر آتا ہے۔

شعر نمبر ⑭ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس میں وہ تمام معنوی اور صوری اوصاف اور کمالات بدرجہ اتم موجود تھے، جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقام محبوبیت تک پہنچنے کے لئے ضروری تھے۔

شعر نمبر ⑮ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو وجود بخشا ہے کروڑوں انسان دنیا میں آئے اور چلے گئے لیکن آپ ﷺ سے زیادہ کامل واکمل، حسین واحسن نہ دنیا میں آیا ہے نہ ہی آئندہ آئے گا، اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وجود باسعود کو اپنے انوارات وتجلیات کا محل بنا کر مبعوث فرمایا ہو اس سے زیادہ حسین کون ہوسکتا ہے اور اس کا جوہر حسن کیسے تقسیم ہوسکتا ہے اور اس کے حسن بے مثال میں کون شریک ہوسکتا ہے۔

شعر نمبر ⑯ اور شعر نمبر ⑰ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ محبت رسول ﷺ کا دعوی کرنے والوں کو نصیحت فرمارہے ہیں کہ اس بات کا ضرور لحاظ رکھا جائے کہ عشق ومحبت کی بھی ایک حد ہے اس لئے بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے کہ کہیں راہ محبت میں قدم حدود محبت سے تجاوز نہ کر جائیں جیسے یہود ونصاریٰ نے کیا کہ وہ اپنے نبی کی محبت میں اس قدر تجاوز کر گئے کہ انہوں نے اپنے نبی کو الوہیت اور خدائی کا درجہ دے دیا اور کفر وضلالت کی گمراہیوں میں ڈوب گئے۔

بے شک آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام عطا فرمایا اس کے مقابلے میں دنیا کی ساری عظمتوں اور بلندیوں کی کوئی حیثیت نہیں اور یہ بلند ترین مقام آپ

ﷺ کی اس صفت عبدیت کی وجہ سے تھا جو آپ ﷺ میں بدرجہ کمال موجود تھی لہٰذا آپ ﷺ کی محبت میں اتنا آگے بڑھ جانا کہ آپ ﷺ کو صفت عبدیت سے نکال کر مقام الوہیت تک پہنچا دیا جائے یہ سراسر ظلم ہوگا۔

شعر نمبر ⑱ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کے محاسن اور فضائل بیان کرتے کرتے اپنے عجز کا ذکر فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ کے فضائل و محاسن اتنے زیادہ ہیں کہ کوئی تعریف کرنے والا ان فضائل اور محاسن کی حد تک نہیں پہنچ سکتا۔

شعر نمبر ⑲ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مخصوص اقوام میں مخصوص معجزات کے ساتھ مبعوث فرمایا، معجزہ اس بات کی علامت ہوا کرتا تھا کہ نبی کے مدمقابل لوگوں میں ایمان کی صلاحیت مفقود ہو چکی ہے کہ وہ باوجود معجزات کے سامنے آجانے کے اپنے کفر پر اڑے ہوئے ہیں اس لئے وہ سزا کے مستحق ہیں، گویا معجزہ اللہ تعالیٰ کی گرفت کی تمہید ہے، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بلند مرتبہ کو اگر اس قسم کے معجزات کی ضرورت ہوتی تو آپ ﷺ کے نام مبارک ہی کو معجزہ بنا دیا جاتا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے نام مبارک کے لینے سے مردے زندہ ہو جاتے، لیکن آپ ﷺ کے مقام و مرتبے کے سامنے ان

معجزات کی کوئی حیثیت نہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے شایان شان معجزہ آپ ﷺ کو قرآن کریم کی شکل میں عطا فرمایا، جو سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزوں پر فائق ہے، انبیاء علیہم السلام کا کوئی معجزہ قیامت تک باقی رہنے والا نہیں لیکن آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو معجزہ قرآن کریم کی صورت میں عطا فرمایا وہ دائمی اور قیامت تک باقی رہنے والا ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی ہر ہر ادا وہ معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گی۔

شعر نمبر ⑳ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی امت پر بے حد مہربان اور شفیق ہیں اسی لئے امت کے سامنے دین کو ایسے آسان انداز میں پیش کیا کہ ہر ایک کے لئے اس پر عمل کرنا آسان ہو جائے اور کوئی ایسا حکم نہیں دیا جو امت کی سمجھ سے بالاتر ہو یا جس کے کرنے سے امت عاجز آجائے، لہٰذا یہ بات دعوے سے کہی جاسکتی ہے کہ آپ ﷺ کا لایا ہوا دین یعنی دین اسلام عین فطرت انسانی ہے اور اس پر عمل کرنا کسی زمانے میں کسی کے لئے بھی مشکل اور ناممکن نہیں۔

شعر نمبر ㉑ اور شعر نمبر ㉒ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ کے مناقب بیان فرمارہے ہیں کہ آپ ﷺ کے فضائل و مناقب کی کوئی انتہاء نہیں، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو بلند مقام عطا فرمایا اس کی حقیقت کا

ادراک کسی کے لئے بھی ممکن نہیں، جیسے سورج ساری دنیا کو اپنے نور سے منور کرتا ہے اور چونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہے اس لئے دیکھنے والوں کو اپنے حجم کے اعتبار سے بہت چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور اگر کوئی قریب جا کر سورج کا مشاہدہ کرنے کی کوشش کرے تو وہ اسے دیکھنے سے عاجز آجاتا ہے، اسی طرح ظاہری آنکھوں سے دیکھنے والوں کو آپ ﷺ افراد بشریت میں سے ایک فرد نظر آتے ہیں لیکن جب کوئی آپ ﷺ کی ذات وصفات میں غور کرتا ہے تو اس پر یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے بلند مقام کا ادراک کرنے سے قاصر ہے۔

شعر نمبر ۲۳ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ سبب مرض بتا رہے ہیں کہ جو لوگ غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے ہیں اور خواب وخیال میں گم ہیں ان کے لئے آپ ﷺ کی حقیقت تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ عالم خواب میں رہ کر عالم حقیقت کا مشاہدہ نہیں کیا جاسکتا۔

شعر نمبر ۲۴ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ کے مقام کے حقیقی ادراک سے انسانی عقل وعلم عاجز ہے، آپ ﷺ کے معاملے میں انسانی عقل وعلم کی انتہاء یہی ہے کہ آپ ﷺ افراد بشریت میں سب سے افضل بشر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ افضل اور

اشرف ہیں۔

شعر نمبر ۲۵ اور شعر نمبر ۲۶ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سراپا نور ایمانی اور نور نبوت سے مزین ہے، اسی نور کے طفیل تمام انبیاء علیہم السلام کو نور نبوت اور معجزات عطا کئے گئے، یعنی جس طرح سورج کے نور سے کائنات کا ذرہ ذرہ منور ہوجاتا ہے گویا کائنات کے ہر ذرے میں سورج کے نور کا عکس آجاتا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کا عکس تمام انبیاء علیہم السلام میں موجود ہے۔

شعر نمبر ۲۷ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے جب دنیا جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی کفر وشرک کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھی ظلم ونفرت کا بازار گرم تھا اشرف المخلوقات کے سر پتھروں کے سامنے جھکے ہوئے تھے ایسے حالات میں رحمت حق جوش میں آئی اور فاران کی چوٹیوں پر آفتاب نبوت نمودار ہوا جس کے نور سے ظلمتیں چھٹ گئیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ آفتاب ہدایت کے نور سے منور ہوگیا۔

شعر نمبر ۲۸ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی حسن سے مالا مال فرمایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن وجمال کے پیکر بھی تھے اور حسن سیرت کے بھی بلند ترین مقام پر فائز تھے، چہرہ

مبارکہ پر ایک خاص قسم کی بشاشت تھی گویا نور علیٰ نور کا مصداق تھے، اخلاق کی بلندی کا یہ عالم تھا کہ دوست تو دوست دشمن بھی آپ ﷺ کے بلند ترین اخلاق کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔

کبھی کبھی کسی بات کو سمجھانے کے لئے اس کی تشبیہ ایسی چیز سے دی جاتی ہے جس کے ذریعے اس چیز کی حقیقت کا مشاہدہ یا اس کی کچھ جھلک محسوس کی جاسکے، شعر نمبر ۲۹ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کی تازگی کو پھول، آپ ﷺ کی رفعت کو بدر کامل، آپ ﷺ کے جود وسخا کو دریا اور آپ ﷺ کی بلند ہمت کو زمانے سے تشبیہ دی ہے اور یہ تشبیہ صرف سمجھانے کے لئے ہے ورنہ جن صفات عالیہ سے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے متصف فرمایا ان کے مقابلے میں ان تمام چیزوں کی حیثیت کچھ بھی نہیں۔

شعر نمبر ۳۰ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ آپ ﷺ میں جہاں انتہائی شفقت اور رحمت کے اوصاف تھے، وہیں آپ ﷺ جرات و بہادری کے بھی پیکر تھے، رعب و دبدبے کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے شاہان دنیا کے سر آپ ﷺ کے سامنے جھک جایا کرتے تھے، آپ ﷺ کی مجلس میں شاہی دربار کے ساز وسامان اور تکلفات تو نہیں تھے لیکن مکمل سادگی کے باوجود مجلس پر ایسا رعب طاری ہوتا تھا کہ حاضرین بے حس

وحرکت نظر آتے تھے، میدان جنگ میں بارہا ایسے مواقع آتے ہیں کہ بہادر سے بہادر جرنیل کے بھی پاؤں اکھڑ جاتے ہیں لیکن آپ ﷺ کی ثابت قدمی اور شجاعت کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں ملتی، گویا آپ ﷺ چاہے اپنے ساتھیوں کے درمیان ہوں یا دشمن کے مقابلے میں ہوں، ہر جگہ آپ ﷺ اپنی امتیازی شان کی وجہ سے نمایاں نظر آتے تھے۔

شعر نمبر ۳۱ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ کے دلکش انداز تکلم وتبسم کے بارے میں بیان فرمارہے ہیں کہ آپ ﷺ کی گفتگو میں بالعموم مسکراہٹ شامل رہتی تھی اور جب آپ ﷺ مسکراتے تو اگلے دانت جو موتیوں کی طرح چمک دار اور صاف تھے وہ نظر آنے لگتے تھے۔

دنیا کی کوئی بھی خوشبو آپ ﷺ کی قبر مبارک کی اس مٹی کی خوشبو کا مقابلہ نہیں کرسکتی جو جسم اطہر ﷺ کے بوسے لے رہی ہے، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ تیسری فصل کے آخری شعر یعنی شعر نمبر ۳۲ میں اس شخص کی سعادت اور خوش نصیبی پر رشک فرمارہے ہیں جسے محبوب ﷺ کی قبر اطہر کی پاک مٹی سے لپٹنا یا اسے سونگھنا نصیب ہوجائے۔

الفصل الثالث
في مسجد رسول الله ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْفَصْلُ الرَّابِع

فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

اے میرے مولا ہمیشہ اور دائمی درود و سلام بھیج

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اپنے محبوب ترین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں

١ اَبَانَ مَوْلِدُهٗ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهٖ

حضور ﷺ کی ولادت نے جسم اطہر اور آپ کی فطرت کی خوشبو اور پاکیزگی کو ظاہر کر دیا

يَا طِيْبَ مُبْتَدَإٍ مِّنْهُ وَمُخْتَتَمِ

کیسی پاکیزہ ہے وہ ذات جس کی ابتداء (مولد) اور انتہاء (مدفن) دونوں ہی پاک ہیں

٢ يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيْهِ الْفُرْسُ اَنَّهُمْ

یوم ولادت کے دن اہل فارس نے سمجھ لیا

قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَ النِّقَمِ

کہ انہیں سختیوں اور سزاؤں کے آنے کی تنبیہ کر دی گئی ہے

٣ وَبَاتَ اَيْوَانُ كِسْرٰى وَهُوَ مُنْصَدِعٌ

اور کسریٰ کا ایوان اس رات میں پھٹ کر رہ گیا اور پھر درست نہ ہوسکا

كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرٰى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

جیسے کسریٰ کے ساتھی (لشکر) جو منتشر ہونے کے بعد منظم نہ ہوسکے

٤ وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ

اور غم کی وجہ سے آتش کدے کی آگ ٹھنڈی سانس لے کر بجھ گئی

عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِى الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ

اور حیرت کی وجہ سے نہر فرات کی آنکھ بہنے سے رک گئی یعنی پانی ختم ہوگیا

٥ وَسَآءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا

اور ساوہ (شہر) والے اپنی جھیل کے خشک ہوجانے کی وجہ سے غمگین ہوگئے

وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِ

اور پیاس کی حالت میں اس جھیل پر آنے والا غصے کی حالت میں واپس ہوتا تھا

٦ كَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بَلَلٍ

گویا کہ آگ میں غم کی وجہ سے وہ نمی پیدا ہوگئی جو پانی میں ہوتی ہے تو آگ ٹھنڈی پڑ گئی

حُزْنًا وَّبِالْمَاءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمِ

اور پانی میں غصے کی وجہ سے وہ حرارت پیدا ہوگئی جو آگ میں ہوتی ہے اور وہ خشک ہوگیا

٧ وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ

اور جنات چیخ وپکار کر رہے تھے اور انوارات بلند ہوکر چمک رہے تھے

وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَّعْنىً وَّمِنْ كَلِمِ

اور الفاظ ومعانی یعنی قرآن کریم اور حضور ﷺ کے ارشادات سے حق غالب آگیا

٨ عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ

کفار اندھے اور بہرے ہوگئے پس نہ تو ان سے بشارتوں کا اعلان سنا گیا

تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

اور نہ ہی ڈرانے والی بجلیوں کی چمک کو وہ دیکھ پائے

٩ مِنۡ بَعۡدِ مَآ اَخۡبَرَ الۡاَقۡوَامَ كَاهِنُهُمۡ

باوجود اس کے کہ ان مشرکین و کفار کے کاہنوں نے انہیں آگاہ کردیا تھا

بِاَنَّ دِيۡنَهُمُ الۡمُعۡوَجَّ لَمۡ يَقُمِ

کہ ان کا راہ حق سے ہٹا ہوا دین قائم رہنے والا نہیں (پھر بھی وہ اندھے بہرے بنے رہے)

١٠ وَبَعۡدَ مَا عَايَنُوۡا فِي الۡاُفُقِ مِنۡ شُهُبٍ

اور باوجود اس کے کہ انہوں نے افق میں ستاروں کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا تھا

مُنۡقَضَّةٍ وَّفۡقَ مَا فِي الۡاَرۡضِ مِنۡ صَنَمِ

جس طرح وہ زمین پر اپنے بتوں کو گرا ہوا دیکھ رہے تھے

١١ حَتّٰى غَدَا عَنۡ طَرِيۡقِ الۡوَحۡيِ مُنۡهَزِمٌ

یہاں تک کہ شیاطین وحی کے راستے سے

مِّنَ الشَّيَاطِيۡنِ يَقۡفُوۡا اِثۡرَ مُنۡهَزِمِ

ایک دوسرے کے پیچھے پے در پے بھاگنے لگے

١٢ كَاَنَّهُمۡ هَرَبًا اَبۡطَالُ اَبۡرَهَةٍ

گویا کہ وہ شیاطین بھاگنے کے لحاظ سے ابرہہ کے لشکر کی طرح تھے

اَوۡ عَسۡكَرٌ بِالۡحَصٰى مِنۡ رَّاحَتَيۡهِ رُمِ

یا کفار کے اس لشکر کی طرح تھے جن پر حضور ﷺ کی ہتھیلیوں سے کنکریاں ماری گئی تھیں

١٣ نَبَذًا بِهٖ بَعْدَ تَسْبِيْحٍ بِبَطْنِهِمَا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریوں کو اپنی ہتھیلیوں سے تسبیح کے بعد یوں پھینکا جیسا کہ مچھلی کے پیٹ

نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَآءِ مُلْتَقِمِ

میں تسبیح پڑھنے والے (حضرت یونس علیہ السلام) کو مچھلی کے پیٹ سے پھینکا گیا

اَلْفَصْلُ الرَّابِع

(تشریح اشعار)

کائنات کی ابتداء سے روئے زمین پر کتنے ہی انسان پیدا ہوئے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ایک ایسا واقعہ ہے جس کے لئے ازل سے کائنات کا ذرہ ذرہ منتظر تھا قصیدہ بردہ کی چوتھی فصل بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور معجزات کے بیان میں ہے۔

چوتھی فصل کے شعر نمبر ① میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موتی جب تک سیپ میں چھپا ہوا ہو تو اس کی آب و تاب اور چمک دمک سے دنیا ناواقف رہتی ہے لیکن جب وہ سیپ سے باہر آجائے تو اس وقت اس کی قیمت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات و فضائل مخفی تھے اگرچہ کتب سابقہ میں اس کا تذکرہ موجود تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوہر ذاتی کو ظاہر کر دیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ پیدائش سے زمانہ وصال تک اور جائے پیدائش (مکہ مکرمہ) سے مقام وفات (مدینہ منورہ) تک الغرض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے ہر ہر لمحہ کی پاکیزگی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے طیب العنصر کا لفظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ انسانی زندگی عناصر اربعہ (آگ، ہوا، پانی اور مٹی) کا مجموعہ ہے اور انسانوں میں طیب العنصر وہی ہوسکتا ہے جس میں یہ چاروں عناصر اعتدال کے ساتھ ہوں چنانچہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر ہر لمحہ معتدل تھا۔

شعر نمبر ② میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کائنات میں کسی اہم واقعہ کے رونما ہونے سے پہلے اس کی علامات ظاہر ہونا شروع ہوجاتی ہیں، جیسے سورج کے آنے سے پہلے ہی رات کی ظلمت سمٹنے لگتی ہے، اسی طرح آپ ﷺ کے دنیا میں جلوہ افروز ہوتے ہی ایسی علامات ظاہر ہوئیں جس سے اہل باطل کو اس بات کا اندازہ ہوگیا کہ اب ان کا زوال شروع ہوچکا ہے۔

شعر نمبر ③، ④، ⑤ اور ⑥ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ان علامات کو بیان فرمارہے ہیں جو آپ ﷺ کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئیں، ان میں سے ایک علامت یہ ظاہر ہوئی کہ آپ ﷺ کی ولادت کے روز شاہ فارس کے محل میں زلزلہ آگیا اور اس کے چودہ کنگرے ٹوٹ گئے گویا اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اب فارس کی سلطنت کے نیست و نابود ہونے کا وقت آچکا ہے۔

اسی طرح ایران کا آتش کدہ جو ہزار سال سے روشن تھا اور اس کی پوجا کی جاتی تھی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بجھ گیا جو اس بات کی علامت تھی کہ باطل کا چراغ بجھنے والا ہے اور حق کے سورج کے سامنے کوئی روشنی سرخرو نہیں ہو پائے گی۔

دریائے ساوہ جو ہمدان اور قم کے درمیان واقع ہے جسے اہل باطل کے نزدیک ایک خاص حیثیت حاصل تھی آپ ﷺ کی ولادت کی تاثیر سے یہ دریا بھی خشک ہوگیا گویا یہ اس بات کا اعلان تھا کہ کفر وشرک کے چشموں کے سوکھنے کا وقت آچکا ہے۔

شعر نمبر ⑦ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت اور بعثت کی علامات ظاہرہ کو دیکھ کر جنات بھی چیخ اٹھے اور ان کے اندر بھی کھلبلی مچ گئی گویا انوار نبوت کے ظاہری و باطنی آثار اور قرائن جن وانس سب ہی کو محسوس ہونے لگے۔

شعر نمبر ⑧، ⑨ اور ⑩ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت اور بعثت کا اعلان اتنا واضح تھا کہ آسمان وزمین میں سے ہر ایک نے محسوس کیا، دریا خشک ہوگئے، آتش کدے بجھ گئے، پتھر سجدہ ریز ہوگئے، ان کے کاہن اور نجومی ان کو اس بات سے خبردار کر چکے تھے کہ اب

آغوش نبوت کے علاوہ اور کوئی جائے پناہ نہیں، آسمان سے شیاطین پر شہاب ثاقب کی بارش نے اس بات کو واضح کر دیا کہ دور نجوم و کہانت کا اختتام ہو چکا ہے، لیکن کچھ ایسے مردہ دل بھی تھے کہ ان سب علامات کے ظاہر ہونے کے باوجود ان کی آنکھوں اور کانوں پر پردے پڑ گئے اور دیکھنے اور سننے کے باوجود اندھے اور بہرے بنے رہے۔

شعر نمبر ⑪ اور ⑫ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک بعثت سے پہلے جنات و شیاطین آسمان کے قریب جا کر غیب کی خبریں چرا کر لایا کرتے تھے اور اپنے کاہنوں کو صحیح اور غلط خبروں کو خلط ملط کر کے سنایا کرتے تھے اور پھر ان خبروں کے ذریعہ وہ کاہن لوگوں کو بیوقوف بنایا کرتے تھے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو جنات و شیاطین میں سے کوئی آسمان کے قریب جانے کی کوشش کرتا تو اسے شہاب ثاقب مارا جاتا جس سے وہ دم دبا کر بھاگ جاتے، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اس بھاگنے کو ابرہہ کے لشکر سے تشبیہ دی ہے کہ ابرہہ کا لشکر جس طرح عذاب الٰہی کا شکار ہو کر دم دبا کر بھاگا تھا یہی حالت جنات و شیاطین کے دوڑ لگانے کی بھی ہے جس کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

چوتھی فصل کے آخری شعر یعنی شعر نمبر ⑬ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں تسبیح پڑھنے والی کنکریوں کی تشبیہ حضرت یونس علیہ السلام سے دی ہے جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان فرمارہے تھے، کہ جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں تسبیح پڑھنا ان کی خلاصی کا سبب بنا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کفار کی طرف کنکریوں کا پھینکنا مسلمانوں کی خلاصی کا سبب بنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ

فِي ذِكْرِ يُمْنِ دَعْوَتِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

اے میرے مولا ہمیشہ اور دائمی درود وسلام بھیج

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اپنے محبوب ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں

١ جَآءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً

آپ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے چلے آئے

تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍ بِلَا قَدَمِ

وہ درخت قدموں کے نہ ہونے کی وجہ سے اپنی پنڈلیوں یعنی تنوں پر چلتے ہوئے آئے

٢ كَاَنَّمَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِّمَا كَتَبَتْ

گویا وہ درخت ایک خط کھینچتے ہوئے آرہے تھے

فُرُوْعُهَا مِنْ بَدِيْعِ الْخَطِّ فِي اللَّقَمِ

اور ان کی شاخیں ان سطور کے درمیان خوبصورتی پیدا کررہی تھیں

٣ مِثْلُ الْغَمَامَةِ اَنّٰى سَارَ سَائِرَةً

وہ (درخت) بادل کی طرح تھے جو آپ ﷺ کے ساتھ چلتے تھے جہاں بھی آپ جائیں

تَقِيْهِ حَرَّ وَطِيْسٍ لِّلْهَجِيْرِ حَمِیْ

تاکہ آپ کو دوپہر کی سخت گرمی اور لو سے بچائیں

٤ اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ اِنَّ لَهٗ

میں دو ٹکڑے ہونے والے چاند کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اسے آپ ﷺ

مِنْ قَلْبِهٖ نِسْبَةً مَّبْرُوْرَةَ الْقَسَمِ

کے قلب انور سے خصوصی نسبت ہے اور میری یہ قسم سچی اور مبرور ہے

٥ وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ

اور یاد کرو کہ جب غار ثور نے خیر اور کرم کو جمع کرلیا

وَّكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِ

اور کفار کی آنکھیں آپ ﷺ کو ہر اعتبار سے دیکھنے سے اندھی رہیں

٦ فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيْقُ لَمْ يُرَيَا

سراپا صدق (آپ ﷺ) اور صدیق (ابوبکر) غار میں ہونے کے باوجود دکھائی نہیں دیئے

وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرِمِ

اور وہ کفار آپس میں کہہ رہے تھے کہ غار میں کوئی نہیں ہے

٧ ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوْتَ عَلٰى

ان کفار نے کبوتری اور مکڑی کو یہ گمان کیا کہ مکڑی حضور ﷺ کی موجودگی کی صورت میں

خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

جالا نہیں تن سکتی اور نہ ہی کبوتری اس حال میں انڈے دے سکتی ہے

٨ وِقَايَةُ اللهِ اَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَةٍ

اللہ تعالیٰ کی حفاظت نے آپ ﷺ کو

مِّنَ الدُّرُوْعِ وَ عَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ

متعدد زرہوں اور اونچے قلعوں کی حفاظت سے مستغنی کردیا

٩ مَا سَامَنِي الدَّهْرُ ضَيْمًا وَّاسْتَجَرْتُ بِهٖ

جب کبھی زمانے نے مجھ پر ظلم کرنا چاہا اور میں نے آپ ﷺ کی پناہ چاہی

اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِّنْهُ لَمْ يُضَمِ

تو مجھے آپ ﷺ کی پناہ مل گئی اور میں زمانے کے ظلم سے محفوظ رہا

١٠ وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَى الدَّارَيْنِ مِنْ يَّدِهٖ

میں نے جب کبھی اپنے سخی ﷺ سے دین و دنیا کی عطا مانگی

اِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدٰى مِنْ خَيْرِ مُسْتَلَمِ

تو اس بہترین عطا کرنے والے ﷺ سے سخاوت اور بخشش حاصل کی

١١ لَا تُنْكِرِ الْوَحْيَ مِنْ رُّؤْيَاهُ اِنَّ لَهٗ

حضور ﷺ کی اس وحی کا انکار ہرگز مت کرنا جو خواب کی حالت میں آپ پر نازل ہوتی تھی

قَلْبًا اِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنَمِ

کیونکہ آپ ﷺ کا دل ایسا ہے کہ جب آنکھیں سوجاتی ہیں تو وہ نہیں سوتا

١٢ وَذَاكَ حِيْنَ بُلُوْغٍ مِّنْ نُّبُوَّتِهٖ

بے شک خواب کی وحی حق ہے کیونکہ آپ ﷺ نبوت کے کمال درجے پر فائز تھے

فَلَيْسَ يُنْكَرُ فِيْهِ حَالُ مُحْتَلِمِ

پس نبوت کی عمر کو پہنچنے کے بعد خواب میں وحی کے مشاہدہ کرنے والے کا انکار نہیں کیا جاسکتا

١٣ تَبَارَكَ اللهُ مَا وَحْيٌ بِمُكْتَسَبٍ

اللہ تعالیٰ کی ذات برکت والی ہے وحی کوئی ایسی چیز نہیں جسے کوئی خود حاصل کر سکے

وَّلَا نَبِيٌّ عَلٰى غَيْبٍ بِمُتَّهَمِ

اور نہ ہی کسی نبی پر غیب کی خبریں دینے کے بارے میں کوئی تہمت لگائی جاسکتی ہے

١٤ اٰيَاتُهُ الْغُرُّ لَايَخْفٰى عَلٰى اَحَدٍ

آپ ﷺ کے روشن معجزات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں

بِدُوْنِهَا الْعَدْلُ بَيْنَ النَّاسِ لَمْ يَقُمِ

کہ ان کے بغیر لوگوں میں عدل قائم نہیں ہوسکتا

١٥ كَمْ اَبْرَاَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ

کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کو حضور ﷺ کی ہتھیلی مبارک کے ذریعہ شفاء ملی

وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَةِ اللَّمَمِ

اور حاجت مندوں کو گناہوں اور جنات کے فتنوں کے بندھن سے آزادی ملی

١٦ وَاَحْيَتِ السَّنَةَ الشَّهْبَآءَ دَعْوَتُهٗ

آپ ﷺ کی دعا نے قحط زدہ موسم کو سرسبز و شاداب کردیا

حَتّٰى حَكَتْ غُرَّةً فِي الْاَعْصُرِ الدُّهُمِ

یہاں تک کہ گزشتہ و آئندہ (تاریک) زمانوں میں یہ زمانہ روشن اور چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے

١٧ بِعَارِضٍ جَادَ اَوْخِلْتَ الْبِطَاحَ بِهَا

وہ قحط سالی بادل سے برسنے والی بارش سے دور ہوئی اور وہ بارش ایسی برسی

سَيْبًا مِّنَ الْيَمِّ اَوْسَيْلاً مِّنَ الْعَرِمِ

کہ دیکھنے والا گمان کرتا ہے کہ یہ دریا کا سیلاب یا طوفان ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ

(تشریح اشعار)

پانچویں فصل کے شعر نمبر ① میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس طرح کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے بالکل اسی طرح کائنات کی ہر ہر چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی بھی تصدیق کرتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت شان کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سی باتوں کا معجزاتی طور پر ظہور ہوا، درختوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے چل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا، دراصل بنی نوع انسان کے لئے سبق اور درس عبرت ہے کہ جب بے جان درخت کا اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ عالم ہے تو عقل وفہم رکھنے والے انسان کو تو بطریق اولیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں زندگی گزارنی چاہئے۔

شعر نمبر ② میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شان نبوت کے اظہار کے لئے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر بسا اوقات ایک بادل سایہ کئے ہوئے رہتا تھا، جس کا ثبوت بہت ساری روایات سے ملتا ہے۔

شعر نمبر ④ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ معجزہ شق قمر اور واقعہ شق صدر کی طرف اشارہ فرمایا ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک کو چاند سے نسبت دے کر اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ شق قمر کا معجزہ اسی ذات گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے سے ظاہر ہوسکتا ہے جس کے قلب مبارک کو شق کر کے اللہ تعالیٰ نے اس میں انوارات ربانیہ کی طاقت بھر دی تھی۔

شعر نمبر ④ اور شعر نمبر ⑤ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہجرت کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی سراپا خیر و کرم ہستیوں نے غار ثور میں تین دن تک قیام فرمایا اور کفار مکہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں تھے وہ باوجود اپنی انتہائی کوششوں کے آپ حضرات کی موجودگی کو محسوس نہ کر سکے، یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزہ ہی تھا جو اس بات کی علامت تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھی کی حفاظت فرما رہا ہے۔

شعر نمبر ⑥ اور شعر نمبر ⑦ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت کا اس طرح انتظام فرمایا کہ مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا اور

کبوتری نے وہاں انڈے دے دیئے اور کفار مکہ اس کو دیکھ کر یہ سمجھے کہ غار میں کوئی نہیں، یہ سب کچھ درحقیقت آپ ﷺ کی حفاظت ہی کے لئے تھا، جس نے ہر قسم کے حفاظت کے مادی اسباب سے آپ ﷺ کو مستغنی کر دیا۔

شعر نمبر ⑧ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ سے اپنی والہانہ محبت اور گہرے تعلق کا اظہار فرما رہے ہیں کہ مصائب و آلام کے وقت حضور ﷺ کی جوار رحمت ہی بہترین پناہ گاہ ہے اور جب کوئی آپ ﷺ کی جوار رحمت میں پناہ لے لے تو زمانے کے حوادث اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے۔

شعر نمبر ⑨ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کیفیت بیان فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ کے فضائل اور مناقب کو بیان کرتے کرتے وہ محبت رسول ﷺ کے اس عالم میں پہنچ گئے ہیں جہاں سارے حجابات اٹھ جاتے ہیں چنانچہ وہ محبوب کی دست بوسی کا شرف حاصل کر رہے ہیں اور مرادوں سے اپنا دامن بھر رہے ہیں۔

شعر نمبر ⑩ اور شعر نمبر ⑪ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ آنکھیں اگرچہ سو جاتی ہیں لیکن قلب نبوت ہمیشہ بیدار رہتا ہے اس لئے آپ ﷺ کے خواب کے وحی ہونے کا انکار کرنا ممکن نہیں، دوسری بات یہ کہ نبوت ملنے سے پہلے اور نبوت

ملنے کے بعد آپ ﷺ کی بے داغ سیرت اور آپ ﷺ کی پاکیزہ زندگی بھی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی تھی اس کا انکار کرنا ممکن نہیں۔

شعر نمبر ⑫ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وحی، الہام اور نبوت یہ کسبی چیزیں نہیں، یعنی یہ امور ایسے نہیں ہیں کہ جس کے حصول میں انسان کی کوشش کا کوئی دخل ہو، اگر کوئی چاہے کہ اس کی اپنی کوشش اور محنت سے اس پر وحی اترنی شروع ہو جائے تو ایسا ممکن نہیں، یہی وجہ ہے کہ کسی بھی نبی کو عالم الغیب ہونے سے متہم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ عالم الغیب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا علم ذاتی ہو۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ کے معجزات کی تفصیل بیان کرنے کے بعد شعر نمبر ⑬ میں فرماتے ہیں کہ جس ذات اقدس ﷺ کی پوری زندگی وحی اور الہام الٰہی کا مہبط و مرکز ہو، اسی کے بیان کئے ہوئے اصولوں ہی سے دنیا میں عدل و انصاف اور امن قائم ہو سکتا ہے۔

شعر نمبر ⑭ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دست شفاء سے بہت سے مریضوں کا شفایاب ہونا بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ تھا جس کی بہت سی مثالیں ذخیرہ احادیث میں ملتی ہیں۔

شعر نمبر ⑮ اور شعر نمبر ⑯ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زمانہ قحط میں سورج کی تپش سے زمین جل کر مردہ ہوجاتی ہے اور سورج کی تیز شعاعوں سے پیڑ پودے سیاہ ہونے لگتے ہیں، پھر اچانک آسمان سے باران رحمت کا نزول ہوتا ہے تو مردہ زمین میں زندگی کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور سوکھے پودے سرسبز وشاداب ہوجاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے مردہ زمین میں زندگی لوٹ آئی، خزاں کا موسم بہار میں بدل گیا، اس کی تشبیہ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے چاند کی روشنی سے دی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے ایسی بارش ہوئی کہ زمین جل تھل ہوگئی۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

مولای صل وسلم دائما أبدا على حبيبك خير الخلق كلهم

الفصل الخامس
في ذكر بئر دعوته ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْفَصْلُ السَّادِسُ

فِي ذِكْرِ شَرَفِ الْقُرْآنِ

مولای صل وسلم دائما أبدا

اے میرے مولا ہمیشہ اور دائمی درود وسلام بھیج

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

اپنے محبوب ترین نبی ﷺ پر جو تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں

١ دَعْنِیْ وَوَصْفِیَ اٰیَاتٍ لَّهٗ ظَهَرَتْ

اے مخاطب مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نشانیاں بیان کرنے دے جو اس قدر واضح اور ظاہر ہیں

ظُهُوْرَ نَارِ الْقِرٰی لَیْلاً عَلٰی عَلَمِ

جس طرح رات کے وقت پہاڑ پر ضیافت کی آگ ظاہر ہوتی ہے

٢ فَالدُّرُّ یَزْدَادُ حُسْنًا وَّهُوَ مُنْتَظِمٌ

موتی کے حسن میں اضافہ ہوجاتا ہے جبکہ وہ ہار میں پرویا ہوا ہو

وَّلَیْسَ یَنْقُصُ قَدْرًا غَیْرُ مُنْتَظِمِ

اور اگر وہ موتی ہار میں پرویا ہوا نہ ہو تب بھی اس کی قدر و قیمت کم نہیں ہوتی

٣ فَمَا تَطَاوُلُ اٰمَالِ الْمَدِیْحِ اِلٰی

تعریف کرنے والے کی آرزوئیں اور امیدیں اس ذات کی طرف کیوں نہ بڑھیں

مَا فِیْهِ مِنْ کَرَمِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّیَمِ

جو اخلاق کریمہ اور خصائل محمودہ کا پیکر ہے

٤ اٰیَاتُ حَقٍّ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثَةٌ

اللہ کی طرف سے نازل شدہ آیات تلفظ، نزول و کتابت کے لحاظ سے تو حادث ہیں اور باعتبار

قَدِیْمَةٌ صِفَةُ الْمَوْصُوْفِ بِالْقِدَمِ

معنی قدیم ہیں کیونکہ یہ اس ذات کی صفت بیان کرتی ہیں جو صفت قدیم سے متصف ہے

٥ لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَّهِيَ تُخْبِرُنَا

یہ آیات کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ یہ ہمیں

عَنِ الْمَعَادِ وَعَنْ عَادٍ وَّعَنْ اِرَمٍ

قیامت قوم عاد اولیٰ اور عاد ارم کے متعلق آگاہ کرتی ہیں

٦ دَامَتْ لَدَيْنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجِزَةٍ

یہ آیات ہمارے پاس ہمیشہ رہیں گی پس یہ معجزات یا آیات ہر اس معجزے سے

مِّنَ النَّبِيِّيْنَ اِذْ جَآءَتْ وَلَمْ تَدُمِ

فائق ہوگئی ہیں جو باقی انبیاء علیہم السلام سے رونما ہوئے اور باقی نہ رہے

٧ مُحْكَمَاتٌ فَمَا يُبْقِيْنَ مِنْ شُبَهٍ

یہ آیات محکم ہیں اور ایسا فیصلہ کرنے والی ہیں کہ کسی اختلاف کرنے والے کے لئے کوئی شبہ

لِّذِيْ شِقَاقٍ وَّلَا يَبْغِيْنَ مِنْ حَكَمِ

باقی نہیں رہنے دیتیں اور نہ ہی ان کے فیصلے میں کسی منصف کی حاجت رہتی ہے

٨ مَا حُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ

ان آیات قرآنیہ کے ساتھ جب بھی کسی سخت ترین دشمن نے مقابلہ کی جسارت کی

اَعْدَى الْاَعَادِيْ اِلَيْهَا مُلْقِيَ السَّلَمِ

تو وہ جنگ سے باز آیا اس حال میں کہ وہ صلح کا خواہش مند تھا

٩ رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا دَعْوٰى مُعَارِضِهَا

ان آیات کی بلاغت نے معارضہ کرنے والے کے دعوے کو ایسا رد کیا

رَدَّ الْغَيُوْرِ يَدَ الْجَانِيْ عَنِ الْحَرَمِ

جیسے ایک غیور آدمی نقصان پہنچانے والے ہاتھ کو اپنی حریم سے دور کرتا ہے

١٠ لَهَا مَعَانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِيْ مَدَدٍ

ان آیات کریمہ کے معانی سمندر کی موجوں کی مانند ہیں

وَّفَوْقَ جَوْهَرِهٖ فِي الْحُسْنِ وَالْقِيَمِ

اور حسن و قیمت میں یہ سمندر کے موتیوں سے بڑھ کر ہیں

١١ فَمَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى عَجَآئِبُهَا

ان آیات کے عجائب لاتعداد اور بے شمار ہیں

وَلَا تُسَامُ عَلَى الْاِكْثَارِ بِالسَّاَمِ

اور ان آیات کو کثرت سے تلاوت کرنے کے باوجود اکتاہٹ نہیں ہوتی

١٢ قَرَّتْ بِهَا عَيْنُ قَارِيْهَا فَقُلْتُ لَهٗ

ان آیات کے پڑھنے والے کی آنکھیں ان سے ٹھنڈی ہوگئیں تو میں نے اس سے کہا

لَقَدْ ظَفِرْتَ بِحَبْلِ اللّٰهِ فَاعْتَصِمِ

کہ تحقیق تو کامیاب ہوگیا ہے اب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ کر رکھ

۱۳ اِنْ تَتْلُهَا خِيْفَةً مِّنْ حَرِّ نَارِ لَظٰى

اگر تو نے ان آیات کی تلاوت جہنم کی آگ کی گرمی کے خوف کی وجہ سے کی

اَطْفَأَتْ حَرَّ لَظٰى مِنْ وِّرْدِهَا الشَّبِمِ

تو یہ آیات دوزخ کی گرمی کو اپنے ٹھنڈا کرنے والے ورد سے بجھادیں گی

۱۴ كَأَنَّهَا الْحَوْضُ تَبْيَضُّ الْوُجُوْهُ بِهٖ

یہ آیات گویا کہ حوض ہیں جس سے چہرے روشن ہوجاتے ہیں

مِنَ الْعُصَاةِ وَقَدْ جَآءُوْهُ كَالْحُمَمِ

ان نافرمانوں اور گناہ گاروں کے جو کوئلوں کی طرح کالے چہرے لائے تھے

۱۵ وَكَالصِّرَاطِ وَكَالْمِيْزَانِ مَعْدِلَةً

اور یہ آیات عدل وانصاف کرنے کے لحاظ سے پل صراط اور میزان عدل کی طرح ہیں

فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِهَا فِي النَّاسِ لَمْ يَقُمِ

پس ان آیات کے بغیر لوگوں میں عدل وانصاف قائم نہیں رہ سکتا

۱۶ لَاتَعْجَبَنْ لِّحَسُوْدٍ رَّاحَ يُنْكِرُهَا

اے مخاطب تو ہرگز بہت زیادہ حسد کرنے والے پر تعجب نہ کر

تَجَاهُلاً وَّهُوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ الْفَهِمِ

جو ان آیات کو جاننے کے باوجود ان کا انکار کررہا ہے حالانکہ وہ خود بڑا ماہر اور فہیم ہے

۱۷ قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَّمَدٍ

کبھی آنکھ آشوب چشم (آنکھ کی بیماری) کی وجہ سے سورج کی روشنی کا انکار کردیتی ہے

وَّيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَآءِ مِنْ سَقَمٍ

اور منہ بیماری کی وجہ سے پانی کے ذائقے کو سمجھنے سے قاصر ہوجاتا ہے

اَلْفَصْلُ السَّادِس

(تشریح اشعار)

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انبیاء علیہم السلام کو جتنے معجزے عطا فرمائے وہ سب وقتی تھے اور وقت کے ساتھ ختم ہو گئے لیکن آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو قرآن کریم کی صورت میں معجزہ عطا فرمایا وہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے، قرآن کریم کا نزول وظہور ایسے حالات میں ہوا جب سارا عالم جہالت اور سرکشی کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا لیکن قرآن کریم کی برکت سے یہ ساری تاریکیاں سمٹتی چلی گئیں اور دنیائے عالم ہدایت کے نور سے روشن ہو گئی، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ چھٹی فصل میں قرآن کریم کے شرف کو بیان فرما رہے ہیں۔

شعر نمبر ① میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عربوں میں یہ دستور تھا کہ ضیافت اور مہمان نوازی کی خاطر بلندیوں پر آگ روشن کر دیا کرتے تھے تاکہ بھولے بھٹکے مسافر کو رات کے اندھیرے میں پناہ گاہ تلاش کرنے میں آسانی ہو جائے، جس طرح تاریک صحرا میں روشن آگ دیکھ کر مہمان کو منزل کی طرف رہنمائی مل جاتی ہے، اسی طرح قرآن کریم ایک ایسا روشن چراغ ہے جس کی روشنی کی وجہ سے گمراہی اور جہالت کے صحرا میں بھٹکی

ہوئی انسانیت کو ہدایت کی منزلوں تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔

شعر نمبر ② میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کے حسن و جمال کو موتی کے حسن و جمال سے تشبیہ دے رہے ہیں، جو بحالت انفرادی (جبکہ موتی علیحدہ علیحدہ بکھرے ہوئے ہوں) اور بحالت مجموعی (جب موتیوں کو کسی لڑی میں پرو دیا جائے) ہر حال میں دلکش و دلفریب دکھائی دیتا ہے۔

اگرچہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا معجزہ ہے جس کے حسن و جمال کی تشبیہ کسی دنیاوی چیز سے دینا ممکن نہیں لیکن بعض اوقات سمجھانے کے لئے کسی ایسی چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے جس سے اس کی خوبیوں کو سمجھنا آسان ہو جائے۔

شعر نمبر ③ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر محبوب تمام صفات حسنہ سے متصف ہو اور حسن و جمال کا مظہر ہو تو اس سے محبت کرنے والوں کو اس کی مدح و توصیف سے کبھی سیری حاصل نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ تقریباً پندرہ سو سال سے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و نعت میں مصروف عمل ہیں اور قیامت تک دنیائے عالم اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ذکر کے خوشگوار عطر سے معطر ہوتی رہے گی، اللہ تعالیٰ ہمارا شمار بھی ان عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کر دے آمین۔

شعر نمبر ④ اور شعر نمبر ⑤ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کی

صفت قدامت کو واضح فرمارہے ہیں کہ اگرچہ قرآن کریم عالم دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے جو انبیاء علیہم السلام میں سب سے آخری نبی ہیں لیکن درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام اللہ تعالیٰ کی ذات سے جدا نہیں، اس لئے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات صفت قدیم سے متصف ہے اسی طرح قرآن کریم بھی صفت قدیم کے ساتھ متصف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کے بارے میں یہ بحث کہ قرآن کریم حادث ہے یا قدیم بالکل لایعنی ہے، قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کا کسی خاص زمانے سے تعلق نہیں بالکل اسی طرح قرآن کریم کا تعلق بھی کسی خاص زمانے سے نہیں، قرآن کریم کی آیات قیامت کے بارے میں بھی خبر دیتی ہیں جس کا تعلق زمانہ مستقبل سے ہے اور گزشتہ اقوام کے بارے میں بھی باخبر کرتی ہیں جن کا تعلق زمانہ ماضی سے ہے۔

شعر نمبر ⑥ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کے اس اہم معجزے کو بیان فرمارہے ہیں جس سے قرآن کریم سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزوں پر فائق ہے کہ ان کے معجزے وقتی تھے جبکہ قرآن کریم جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے وہ دائمی ہے۔

شعر نمبر ⑦ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم دنیا

میں واحد ایسی کتاب ہے جس نے اپنے متعلق لا ریب فیہ کا دعوی کیا اور اس کا یہ دعوی سو فیصد تسلیم شدہ ہے کیونکہ قرآن کریم کی ہر ہر آیت محکم ہے جس میں شک وشبہ کے کسی بھی پہلو کی گنجائش نہیں اور نہ ہی قرآن کریم کو اپنی بات ثابت کرنے کے لئے کسی ثالث یا حَکم کی ضرورت ہے۔

شعر نمبر ⑧ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے اس لئے جب کبھی کسی نے قرآن کریم سے مقابلے یا معارضے کی کوشش کی اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا، قرآن کریم کا یہ اعلان کہ اے دنیا والو.....! اے فصاحت والو.....! ہمت ہے تو میدان میں آؤ اور مجھ جیسی ایک آیت بھی بنا کر لاؤ، مگر تاریخ گواہ ہے کہ آج تقریباً پندرہ سو سال گزرنے کے باوجود دنیا قرآن کریم جیسی ایک آیت بنانے میں بھی کامیاب نہ ہوسکی اور نہ ہی قیامت تک ہوسکے گی۔

شعر نمبر ⑨ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح ایک غیرت مند آدمی اپنے گھر میں کسی غیر محرم کو برداشت نہیں کرسکتا اور اپنے حرم خاص میں صرف محرموں کو ہی آنے کی اجازت دیتا ہے، اسی طرح اگر کوئی قرآن کریم سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنے آپ کو قرآن کریم کا محرم ثابت کرے، ناپاک اور نجس لوگ اس قرآن

سے فائدہ کیسے اٹھا سکتے ہیں حالانکہ انہیں تو اسے چھونے کی بھی اجازت نہیں۔

شعر نمبر ⑩ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اندازہ لگانا ممکن نہیں اسی طرح قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کی وسعتوں، گہرائیوں کا اندازہ لگانا بھی ممکن نہیں، قرآنی آیات حقائق ومعانی، علوم ومعارف، اسرار ورموز کا ایک موجیں مارتا سمندر ہیں اور اس کی گہرائیوں میں جو قیمتی موتی پوشیدہ ہیں ان کی قدر و قیمت کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔

شعر نمبر ⑪ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی دو خصوصیات کا تذکرہ فرمایا ہے، ایک یہ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام بے بدل ہے جس کو کسی بھی قیمت پر خریدا نہیں جاسکتا اور قرآن کریم کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کی جتنی بھی تلاوت کی جائے اس سے اکتاہٹ نہیں ہوتی اور نہ ہی بار بار پڑھنے سے اس سے طبیعت سیر ہوتی ہے۔

شعر نمبر ⑫ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کرتا ہے جس سے پڑھنے والے پر علم وحکمت کے نئے نئے دروازے کھلتے ہیں اور قلب ونظر کو سکون واطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے اور یہی قرآن کریم اللہ

تعالیٰ کی وہ مضبوط رسی ہے جس کو مضبوطی سے پکڑنے والا دنیا و آخرت میں فلاح وظفر کی منزل کو پہنچتا ہے۔

شعر نمبر ⑬ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی تلاوت کی یہ تاثیر و برکت ہے کہ تقویٰ اور خشیت کے ساتھ اس کی تلاوت ٹھنڈے پانی کی وہ بوند ہے جو جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کو بجھانے کے لئے کافی ہے۔

شعر نمبر ⑭ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم دنیا میں ایک ایسا حوض کوثر ہے جس سے گناہ گاروں کے سیاہ چہرے سفید اور منور ہوجاتے ہیں، گناہوں کی کتنی ہی سیاہی چہرے پر چھائی ہوئی ہو، وہ قرآن کریم کی نہر کوثر میں نہانے سے دور ہوجاتی ہے۔

شعر نمبر ⑮ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن کریم کے بغیر دنیا میں عدل وانصاف قائم ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ قرآن کریم ہی عدل وانصاف کا ترازو اور صراط مستقیم ہے، اس زمین پر جب بھی قرآن کریم کا نظام عدل قائم ہوا دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن گئی اور آج بھی اگر دنیا رشک فردوس بن سکتی ہے تو صرف اور صرف قرآن کریم کے بتائے ہوئے نظام عدل کو اختیار کر کے ہی بن سکتی ہے۔

شعرنمبر⑯ اور شعرنمبر⑰ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ جان بوجھ کر قرآن کریم کے فضائل کا انکار کرتے ہیں اس کی بنیاد علم یا معرفت نہیں ہوتی بلکہ ان کا انکار محض حسد کی بنیاد پر ہوتا ہے جو قابل تعجب بات نہیں اور نہ ہی ایسے بدذوق حاسدوں سے الجھنے اور بحث و مباحثہ کی کوئی حاجت ہے، جن کی آنکھیں بیماری کی وجہ سے دیکھنے کے قابل نہ رہی ہوں ان کے سامنے طلوع آفتاب کے دلائل پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

إن الذين يغضون أصواتهم عند رسول الله أولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى
لهم مغفرة وأجر عظيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْفَصْلُ السَّابِعُ

فِی ذِکْرِ مِعْرَاجِ النَّبِیِّ ﷺ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

اے میرے مولا ہمیشہ اور دائمی درود وسلام بھیج

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اپنے محبوب ترین نبی ﷺ پر جو تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں

١ يَا خَيْرَ مَنْ يَّمَّمَ الْعَافُوْنَ سَاحَتَهٗ

اے سردار آپ ان سب سے بہتر ہیں جن کی بارگاہ میں مانگنے والے آنے کا ارادہ کرتے ہیں

سَعْيًا وَّفَوْقَ مُتُوْنِ الْاَيْنُقِ الرُّسُمِ

پیدل ہونے کی حالت میں اور طاقتور اونٹنیوں کی پیٹھ پر سوار ہوکر

٢ وَمَنْ هُوَ الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبِرٍ

اور اے وہ ذات جو عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے بہت بڑی نشانی ہے

وَّمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمِ

اور اے وہ ذات جو غنیمت سمجھنے والے کے لئے نعمت عظمیٰ ہے

٣ سَرَيْتَ مِنْ حَرَمٍ لَّيْلاً اِلٰى حَرَمٍ

یارسول اللہ آپ نے رات کو ایک حرم (کعبہ) سے دوسرے حرم (بیت المقدس) تک سیر کی،

كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِيْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

جیسے کہ چودھویں رات کا چاند ظلمت کی تاریک رات میں سفر کرتا ہے

٤ وَبِتَّ تَرْقٰى اِلٰى اَنْ نِّلْتَ مَنْزِلَةً

رات کو آپ اونچائی پر جاتے رہے یہاں تک کہ آپ قاب قوسین مقام تک پہنچ گئے

مِّنْ قَابَ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

وہ مقام قاب قوسین جس کا نہ ادراک کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کا ارادہ کیا جاسکتا ہے

٥ وَقَدَّمَتْكَ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَآءِ بِهَا

وہاں تمام انبیاء اور رسولوں نے آپ ﷺ کو اس طرح مقدم کیا (امام بنایا)

وَالرُّسْلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰى خَدَمِ

جیسے خادم اپنے مخدوم کو اپنے آپ سے مقدم کیا کرتا ہے

٦ وَاَنْتَ تَخْرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمُ

آپ ان انبیاء کے ساتھ ساتوں طبق طے کرتے گئے

فِيْ مَوْكَبٍ كُنْتَ فِيْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

ایک ایسے لشکر میں کہ جس میں جھنڈے والے سردار آپ تھے

٧ حَتّٰى اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِّمُسْتَبِقٍ

یہاں تک کہ آپ نے کسی آگے بڑھنے والے کے لئے قرب کی کوئی انتہاء نہ رہنے دی

مِّنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًا لِّمُسْتَنِمِ

اور نہ ہی بلندی چاہنے والے کے لئے کوئی مقام باقی رہا

٨ خَفَضْتَ كُلَّ مَقَامٍ بِالْاِضَافَةِ اِذْ

آپ نے دوسروں کی نسبت ہر مرتبے کو پیچھے چھوڑ دیا، جس وقت

نُوْدِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

آپ ﷺ کو تنہا بلند مقام کی طرف شاندار طریقے سے بلایا گیا

٩ كَيْمَا تَفُوْزُ بِوَصْلٍ اَيِّ مُسْتَتِرٍ

یہاں تک کہ آپ ایسے وصل الٰہی سے سرفراز ہوں جو مخلوق کی آنکھ سے پوشیدہ ہے

عَنِ الْعُيُوْنِ وَسِرٍّ اَيِّ مُكْتَتَمِ

اور ایسا راز حاصل کرنے میں کامران ہوں جو سب سے چھپا ہوا ہے

١٠ فَحُزْتَ كُلَّ فِخَارٍ غَيْرَ مُشْتَرَكٍ

یارسول اللہ آپ نے بلا شرکت غیرے ہر قابل فخر فضیلت حاصل کی

وَّجُزْتَ كُلَّ مَقَامٍ غَيْرَ مُزْدَحِمِ

اور آپ ﷺ نے ہر بلند مقام بغیر کسی رکاوٹ کے عبور کرلیا

١١ وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيْتَ مِنْ رُّتَبٍ

جو مراتب آپ کو عطا کئے گئے ان کی مقدار بڑی عظمت والی ہے

وَعَزَّ اِدْرَاكُ مَا اُوْلِيْتَ مِنْ نِّعَمِ

اور وہ نعمتیں جو آپ کو عطا کی گئیں ان کا ادراک نہایت دشوار ہے

١٢ بُشْرٰى لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا

اے معشر اسلام ہمارے لئے خوش خبری ہے کہ ہمیں بطور عنایت اللہ تعالیٰ

مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمِ

کی رحمت کا ایسا ستون نصیب ہوا جو منہدم ہونے والا نہیں ہے

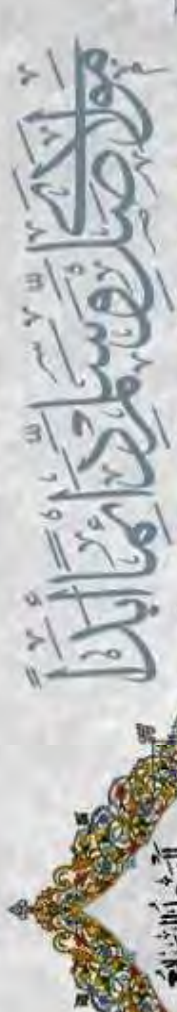

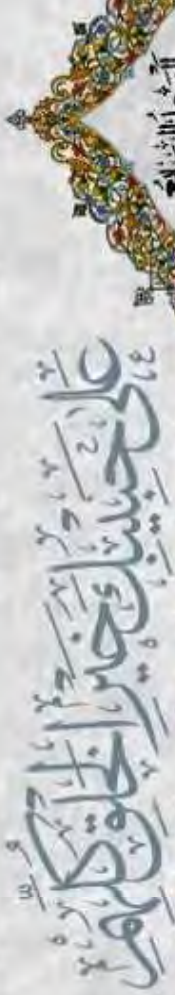

⑬ لَمَّا دَعَى اللهُ دَاعِيْنَا لِطَاعَتِهٖ

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کی طرف ہمیں بلانے والے نبی کو

بِاَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

رسولوں میں سب سے بزرگ ومعزز کے نام سے پکارا تو ہم بھی سب امتوں سے معزز ہوئے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَلْفَصْلُ السَّابِعُ

(تشریح اشعار)

ساتویں فصل کے شعر نمبر ① اور شعر نمبر ② میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحب معراج، رحمۃ للعالمین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بزرگ ترین ہستی ہیں جن کی رحمت ہر ایک کے لئے عام ہے اور ان کے دربار کی زیارت کے لئے ہر دور میں عاشقان پیدل اور سواریوں پر سوار ہو کر سفر کیا کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت بذات خود ایک عظیم نشانی اور بے مثال معجزہ ہے، دنیا میں جتنے بھی معجزات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں درحقیقت ان میں سب سے بڑا معجزہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے، اگر کسی کی چشم بصیرت روشن ہو جائے تو اس عظیم نعمت کا مشاہدہ ہی اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے سمندر میں غرق کرنے کے لئے کافی ہے۔

شعر نمبر ③ اور شعر نمبر ④ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اجمالی طور پر شب معراج کے واقعہ کو بیان فرما رہے ہیں کہ اس رات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا سفر فرمایا جس طرح چودھویں کا چاند رات کی تاریکی کو چیرتا ہوا ہزاروں میل کا فاصلہ طے کرتے ہوئے اپنی منزل تک پہنچتا ہے۔

پھر اسی رات میں آپ ﷺ مسجد اقصیٰ سے گزر کر آسمانوں کی سیر کو چلے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس مقام تک لے گئے جہاں تک رسائی کسی کے لئے بھی ممکن نہیں۔

شعر نمبر ۵ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاب قوسین تک رسائی اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ ﷺ تمام جن وانس یہاں تک کہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل ہیں، چنانچہ اسی رات میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔

شعر نمبر ۶ اور شعر نمبر ۷ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اس روح پرور منظر کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں جب آپ ﷺ ساتوں آسمانوں کی وسعتوں کو سمیٹتے ہوئے بارگاہ قدسی میں پہنچے اور اپنی اپنی منازل پر فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کا استقبال فرمایا۔

اس رات میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے قرب کے اس منتہاء تک پہنچ گئے جہاں تک کسی دوسرے کی رسائی ممکن نہیں، مقام قرب کی اس بلندی تک پہنچنے کا شرف صرف آپ ﷺ ہی کے لئے مقدر تھا۔

آپ ﷺ کے بلند مقام کو سمجھانے کے لئے علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

شعر نمبر ⑧ میں ایک علمی اور ادبی مثال پیش کر رہے ہیں کہ جس طرح مرکب اضافی میں مضاف الیہ ہمیشہ مجرور اور مؤخر ہوتا ہے، اسی طرح آپ ﷺ کے مقام کے سامنے ہر مقام پست اور مؤخر ہے اور جس طرح اسم علم جب مفرد ہو تو مرفوع ہوتا ہے بالکل اسی طرح آپ ﷺ کا ذکر ہمیشہ مرفوع رہے گا۔

شعر نمبر ⑨ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات آپ ﷺ کو جو وصال عطا فرمایا اور اس رات میں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے درمیان کیا کیا راز و نیاز ہوا ان تمام اسرار وحقائق کا تحمل ہمارے لئے ممکن نہیں، اس لئے معراج سے واپسی پر آپ ﷺ نے اپنی امت پر صرف وہ باتیں منکشف فرمائیں جن کا تحمل امت کے لئے ممکن تھا۔

شعر نمبر ⑩ اور شعر نمبر ⑪ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسا مقام عطا فرمایا ہے جس میں آپ ﷺ ہر ایک سے فائق ہیں اور مرتبہ کی بلندی میں آپ ﷺ کا کوئی شریک نہیں، اور آپ ﷺ کے مراتب اور مدارج کے ادراک سے ہماری عقل عاجز ہے۔

شعر نمبر ⑫ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ستون ایسا نہیں جس کے ساتھ سقوط، فناء اور زوال کی صفت نہ لگی ہوئی ہو لیکن

نماز ایک ایسا مضبوط اور مستحکم ستون ہے جو کبھی سقوط اور انہدام سے دوچار نہیں ہوگا، معراج میں رحمت خاص سے جو نعمتیں آپ ﷺ کو عطا کی گئیں ان میں سب سے اہم اور قیمتی تحفہ نماز کا تھا کیونکہ نماز ہی وہ رکن غیر منہدم ہے جو دنیا وآخرت کی تمام کامیابیوں اور کامرانیوں کی کنجی ہے۔

شعر نمبر ⑬ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میں آپ ﷺ کو قاب قوسین کے مقام کا ملنا اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا اور آپ ﷺ کی اقتداء میں تمام انبیاء علیہم السلام کا نماز ادا کرنا، یہ آپ ﷺ کے اکرم الرسل اور امام الانبیاء ہونے کے ایسے دلائل ہیں جن کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی اور جب آپ ﷺ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام میں اکرم اور افضل ہیں تو آپ ﷺ کی پیروی کرنے والی آپ ﷺ کی امت اکرم الامم ہے جیسا کہ قرآن کریم کی آیت میں بھی فرمایا گیا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

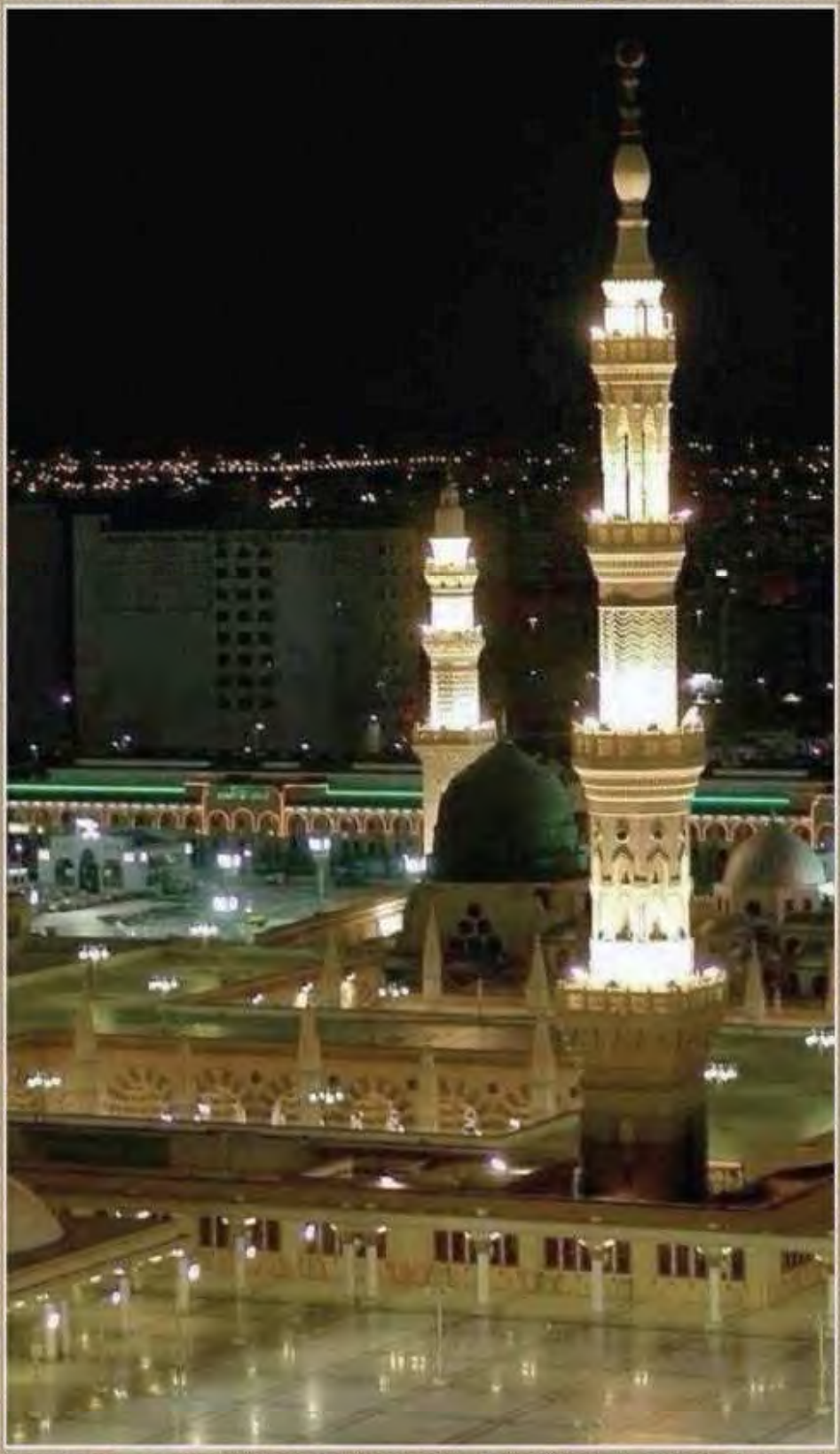

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفصل الثامن
فی ذکر جہاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مولای صل وسلم دائما أبداً
اے میرے مولا ہمیشہ اور دائمی درود وسلام بھیج
علی حبیبک خیر الخلق کلهم
اپنے محبوب ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں
109

١ رَاعَتْ قُلُوْبَ الْعِدٰى اَنْبَآءُ بِعْثَتِهٖ

حضور ﷺ کی بعثت کی خبروں نے دشمنوں کے دلوں کو خوف زدہ کردیا

كَنَبْاَةٍ اَجْفَلَتْ غُفْلاً مِّنَ الْغَنَمِ

جیسے کے شیر کی دھاڑ بکریوں کے ریوڑ پر گھبراہٹ طاری کردیتی ہے

٢ مَا زَالَ يَلْقَاهُمْ فِيْ كُلِّ مُعْتَرَكٍ

حضور ﷺ ہر معرکہ میں کفار کے ساتھ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ کافر نیزوں کے

حَتّٰى حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰى وَضَمِ

زخموں کی وجہ سے اس گوشت کے مشابہ ہوگئے جو قصاب کے تختے پر پڑا ہوتا ہے

٣ وَدُّوا الْفِرَارَ فَكَادُوْا يَغْبِطُوْنَ بِهٖ

انہوں نے بھاگنے کو پسند کیا پس وہ قریب تھے کہ وہ ان اعضاء پر رشک کرتے

اَشْلَآءَ شَالَتْ مَعَ الْعِقْبَانِ وَالرَّخَمِ

جو عقاب اور دوسرے گوشت خور پرندے اپنے ساتھ اٹھا کر لے گئے تھے

٤ تَمْضِى اللَّيَالِيْ وَلَا يَدْرُوْنَ عِدَّتَهَا

راتیں گزر جاتی تھیں اور کافر ان کی تعداد کو نہیں جانتے تھے

مَا لَمْ تَكُنْ مِّنْ لَّيَالِي الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ

جب تک کہ حرمت والے مہینوں کی راتیں نہ آجاتیں

٥ كَأَنَّمَا الدِّيْنُ ضَيْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ

گویا دین اسلام ایسا مہمان تھا جو ہر کافر کے گھر کے صحن میں اترا

بِكُلِّ قَرْمٍ اِلٰى لَحْمِ الْعِدٰى قَرِمِ

ایسے بہادروں کے ساتھ جو دشمنوں کا گوشت کھانے میں بہت حریص تھے

٦ يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيْسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ

آپ ﷺ ایک لشکر کے سمندر کے ساتھ نکلے جو تیز رفتار سواریوں پر سوار تھا

تَرْمِيْ بِمَوْجٍ مِّنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمِ

جس میں بہادر جوان سمندر میں ٹھاٹھیں مارنے والی موجوں کی مانند تھے

٧ مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ

اس لشکر کا ہر جوان اللہ کی اطاعت کرنے والا اور ثواب کی امید کرنے والا ہے

يَّسْطُوْا بِمُسْتَاْصِلٍ لِّلْكُفْرِ مُصْطَلِمِ

ان میں سے ہر ایک کفر کو ہلاک اور جڑ سے اکھیڑنے کے عزم سے حملہ کرتا ہے

٨ حَتّٰى غَدَتْ مِلَّةُ الْاِسْلَامِ وَهْيَ بِهِمْ

حتی کہ ملت اسلامیہ اپنی اجنبیت کے بعد اقرباء سے مل گئی

مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُوْلَةَ الرَّحِمِ

حالانکہ وہ پہلے بھی انہیں میں سے تھی

٩ مَكْفُوْلَةً اَبَدًا مِّنْهُمْ بِخَيْرِ اَبٍ

وہ ملت کفار کے شر سے محفوظ ہوگئی بسبب بہترین باپ

وَّخَيْرِ بَعْلٍ فَلَمْ تَيْتَمْ وَلَمْ تَئِمِ

اور بہترین خاوند کے پس اب وہ ملت نہ تو یتیم ہوگی اور نہ ہی بیوہ

١٠ هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مَصَادِمَهُمْ

وہ مجاہدین ثبات و وقار میں پہاڑ ہیں ان سے ٹکرانے والوں کا حال ان سے لڑنے والوں

مَاذَا رَاٰى مِنْهُمْ فِيْ كُلِّ مُصْطَدِمِ

سے پوچھ کہ انہوں نے مسلمانوں سے ٹکرا کر ہر معرکہ میں ان سے کیا دیکھا

١١ فَسَلْ حُنَيْنًا وَّسَلْ بَدْرًا وَّسَلْ اُحُدًا

غزوۂ حنین، غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کے مقامات سے ان کا حال پوچھ جبکہ کافروں کے

فُصُوْلَ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدْهٰى مِنَ الْوَخَمِ

لئے موت کی ایسی فصلیں موجود تھیں جو ان کے لئے وباء سے بھی زیادہ اذیت ناک تھیں

١٢ اَلْمُصْدِرِيْ الْبِيْضِ حُمْرًا بَعْدَمَا وَرَدَتْ

وہ مجاہدین سفید تلواروں کو سرخ کرکے نکالتے تھے جب وہ پڑتی تھیں

مِنَ الْعِدٰى كُلَّ مُسْوَدٍّ مِّنَ اللِّمَمِ

ان دشمنوں پر جن کی کنپٹیاں سیاہ تھیں یعنی وہ جوان تھے

۱۳ وَالْكَاتِبِيْنَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَا تَرَكَتْ

وہ مسلمان گندم گوں رنگ کے نیزوں کے ساتھ لکھنے والے تھے اور ان کے قلموں نے

اَقْلَامُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمِ

جسم کا کوئی حصہ بغیر کسی نشان کے نہیں چھوڑا

۱۴ شَاكِي السِّلَاحِ لَهُمْ سِيْمَا تُمَيِّزُهُمْ

وہ ہتھیاروں سے لیس ہوتے تھے ان کی علامات انہیں کفار سے ممتاز کرتی تھیں

وَالْوَرْدُ يَمْتَازُ بِالسِّيْمَا مِنَ السَّلَمِ

اور گلاب کا پھول اپنی نشانی کی وجہ سے خاردار درخت سے ممتاز ہوتا ہے

۱۵ تُهْدِيْ اِلَيْكَ رِيَاحُ النَّصْرِ نَشْرَهُمُ

اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت کی ہوائیں ان کی خوشبو کو تمہارے پاس لارہی ہیں

فَتَحْسِبُ الْوَرْدَ فِي الْاَكْمَامِ كُلَّ كَمِ

تو تجھے ہر ہتھیار بند مجاہد ایسا محسوس ہوگا جیسے وہ غلاف میں لپٹا گلاب کا پھول ہو

۱۶ كَاَنَّهُمْ فِيْ ظُهُوْرِ الْخَيْلِ نَبْتُ رُبًا

وہ گھوڑوں کی پیٹھ پر ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے وہ ٹیلے پر اگا ہوا سبزہ ہیں

مِّنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ لَا مِنْ شِدَّةِ الْحُزُمِ

اپنی مہارت اور عزم کی پختگی کی وجہ سے اس وجہ سے نہیں کہ گھوڑوں کی زین کسی ہوئی ہے

١٧ طَارَتْ قُلُوْبُ الْعِدٰى مِنْ بَأْسِهِمْ فَرَقًا

دشمنوں کے دل ان کی (سخت) جنگ کی وجہ سے سہم گئے ہیں

فَمَا تُفَرِّقُ بَيْنَ الْبَهْمِ وَالْبُهُمِ

تو اب وہ بکری کے بچے اور بہادر مجاہد کے درمیان فرق نہیں کر سکتے

١٨ وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ

اور جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی صورت میں مدد ونصرت ہو

اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

اگر شیر بھی اپنی کچھاروں میں ان کا سامنا کریں تو وہ شیر بھی بھاگ جائیں

١٩ وَلَنْ تَرٰى مِنْ وَّلِيٍّ غَيْرَ مُنْتَصِرٍ

تجھے آپ ﷺ کا کوئی دوست ایسا نہ ملے گا جس کی آپ ﷺ نے مدد نہ کی ہو

بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرَ مُنْقَصِمِ

اور نہ ہی تجھے آپ ﷺ کا کوئی ایسا دشمن ملے گا جسے شکست نہ ہوئی ہو

٢٠ اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِيْ حِرْزِ مِلَّتِهٖ

آپ ﷺ نے اپنی امت کو اپنے دین وملت کی حفاظت میں پناہ دی ہے

كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِيْ اَجَمِ

جیسے شیر اپنے بچوں کے ساتھ کچھار میں گھس جاتا ہے

٢١ كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللهِ مِنْ جَدَلٍ

اللہ تعالیٰ کے کلمات (فیصلوں) نے کتنے ہی جھگڑا کرنے والوں کو شکست دی ہے

فِيْهِ وَ كَمْ خَصَّمَ الْبُرْهَانَ مِنْ خَصِمٍ

اور اللہ تعالیٰ کے معجزات نے کتنے ہی دشمنوں کے منہ بند کئے ہیں

٢٢ كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجِزَةً

آپ ﷺ کے معجزات میں تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ ﷺ باوجود امی ہونے کے

فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّادِيْبِ فِي الْيُتُمِ

زمانہ جاہلیت کے باوجود کمال علم سے اور یتیم ہونے کے باوجود کمال ادب سے متصف تھے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اَلْفَصْلُ الثَّامِنُ

(تشریح اشعار)

تاریخ اسلامی خصوصاً اسلامی غزوات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کفر اور اسلام کی جنگ میں مسلمانوں کی فتح فوجوں کی کثرت اور اسلحہ کی مرہون منت نہیں ہے کیونکہ عموماً ہر میدان جنگ میں اعداء اسلام تعداد اور اسلحہ کے لحاظ سے زیادہ تھے لیکن اس کے باوجود فتح وظفر سے مسلمان ہی ہمکنار ہوئے اور اس کی وجہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت اور وہ ایمانی قوت تھی جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھی اس فصل میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات کے بارے میں بیان فرمارہے ہیں۔

شعر نمبر ① میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح بکریوں کا بڑے سے بڑا ریوڑ کسی میدان میں ہو اور اچانک کسی شیر یا کسی قسم کی آہٹ ہوجائے تو ساری کی ساری بکریاں خوف زدہ ہوجاتی ہیں اور ان میں افراتفری اور گھبراہٹ پھیل جاتی ہے، بالکل اسی طرح جب کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بارے میں سنا تو ان کی گھبراہٹ کا یہی عالم تھا۔

شعر نمبر ② میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رعب نبوت،

ہیبت اسلام اور قوت ایمان کا یہ اثر تھا کہ ہر معرکہ حق و باطل میں دشمنان اسلام مغلوب ہوئے، ان کی حیثیت اس گوشت کے جیسی تھی جو قصاب کے تختہ پر پڑا ہو اور قصاب اس کو جیسے اور جہاں سے چاہے کاٹ دے۔

شعر نمبر ③ اور شعر نمبر ④ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دشمنان اسلام کو جب اس بات کا یقین ہو گیا کہ میدان جنگ میں اب ذلت ورسوائی کے سوا کچھ ہاتھ آنے والا نہیں تو انہیں یہ احساس ہونے لگا کہ ایسی ذلت کے ساتھ جینے سے تو مرنا ہی بہتر ہے، پریشانی اور مایوسی کے عالم میں بسا اوقات معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کب صبح ہوئی اور کب شام، دن اور رات کا فرق ختم ہو جاتا ہے، کفار و مشرکین کی بدحواسی کا بھی عام طور پر یہی عالم تھا، البتہ محترم مہینوں میں کہ جن میں احتراماً جنگ بند کر دی جاتی ہے، ان کی بدحواسی میں کچھ کمی آجاتی تھی۔

شعر نمبر ⑤ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عربوں کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے، دین اسلام بھی ان کے پاس مہمان کی صورت میں آیا تھا لیکن ان کی اکثریت نے اس عالی قدر مہمان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا، البتہ ان ہی میں سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس برگزیدہ مہمان کو اپنے سینے سے لگایا اور اس کی خوب مہمان نوازی کی یہاں تک کہ اللہ

تعالیٰ نے دین اسلام کو ایسا غلبہ عطا فرمایا کہ اس کے مقابلے میں آنے والی تمام قوتیں نیست و نابود ہو گئیں۔

شعر نمبر ⑥ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سمندر کی تلاطم خیز موجیں جب جھومتی ہوئی آگے بڑھتی ہیں تو بڑے بڑے پہاڑ بھی ان کے سامنے تنکے کی طرح بہہ جاتے ہیں یہی حال اسلامی لشکر کے تیز رفتار گھوڑوں کا تھا جو میدان جنگ میں ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے سمندر کی تیز موجیں جو کفار کے لشکر کو تنکے کی طرح بہا کر لے جائیں گی۔

شعر نمبر ⑦ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کی پکار پر لبیک کہنا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے اس کے بدلے اور ثواب کی امید رکھنا اور کفر و شرک کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا یہی وہ اغراض و مقاصد ہیں جو اسلامی غزوات کو دوسری مفاد پرست جنگوں سے ممتاز کرتے ہیں۔

شعر نمبر ⑧ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ملت اسلامیہ پہلے غریب الوطن تھی، اجنبیت اور غربت کا شکار تھی، اس کو کوئی جاننے والا اور پہچاننے والا نہیں تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے جہاد مسلسل اور بے مثال قربانیوں سے ساری دنیا میں اس کا تعارف ہوا اور

ساری دنیا اسلام کے نور سے جگمگانے لگی۔

شعر نمبر ⑨ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی انسان کے یتیم ہونے اور کسی عورت کے بیوہ ہونے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کے سر سے سرپرستی کا سایہ اٹھ گیا اور اس کی حفاظت اور کفالت کا جو سہارا تھا وہ ختم ہو گیا، لیکن اسلام اور ملت اسلامیہ کا یہ حال نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرپرستی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نصرت نے ملت اسلامیہ کو بقاء اور دوام سے ہمکنار کر دیا۔

شعر نمبر ⑩ اور شعر نمبر ⑪ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزیمت و استقامت کی صحیح کیفیت کا اندازہ تو انہی لوگوں کو ہوا جو اپنی بدقسمتی اور کم نصیبی سے میدان جنگ میں ان کے مدمقابل آئے، درحقیقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صبر و استقامت کے وہ پہاڑ تھے کہ جو بھی طاقت ان سے ٹکرائی وہ پاش پاش ہو گئی، تاریخ کے صفحات پر غزوہ بدر، غزوہ حنین اور غزوہ احد کے واقعات اس بات کے گواہ ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مدمقابل آنے والوں میں موت ایک وباء کی طرح پھیلتی چلی گئی۔

شعر نمبر ⑫ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان

اللہ علیہم اجمعین زاہد شب زندہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب شمشیر بھی تھے اور شمشیر زنی، تیر اندازی وغیرہ میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا جب ان کی چمکتی ہوئی تلواریں میدان جنگ میں اپنے نیام سے باہر آتی تھیں تو اہل باطل کے سروں کو تن سے جدا کر کے ان کے خون سے سرخ ہو کر واپس آیا کرتی تھیں۔

شعر نمبر ⑬ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی بلیغ انداز ہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نیزہ بازی کی مہارت کو بیان کیا ہے کہ جس طرح ایک ماہر کاتب سفید کاغذ پر فن کتابت وخطاطی کا مظاہرہ کرتا ہے اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میدان جنگ میں کفار ومشرکین کے جسموں پر اپنے نیزوں سے کتابت کیا کرتے تھے۔

شعر نمبر ⑭ اور شعر نمبر ⑮ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت وہ مبارک جماعت تھی جنہوں نے نیزوں اور تلواروں کو بھی زینت بخشی اور وہ ان ہتھیاروں سے مسلح ہونے کی وجہ سے لوگوں میں نمایاں رہتے تھے جیسے گلاب اپنی علامتوں کے ذریعہ دوسرے پھولوں کے مقابلے میں پہچان لیا جاتا ہے۔

اور جس طرح بند غلاف سے جب گلاب کا پھول نکلتا ہے تو اردگرد کا ماحول معطر ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی

تلواریں کفار ومشرکین پر چمکتی ہیں تو ہوائیں فتح ونصرت کا مژدہ سناتی ہوئی تمام عالم میں پھیل جاتی ہیں۔

شعر نمبر ⑯ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہ سواری کے میدان میں بھی کمال رکھتے تھے اور گھوڑے کی پیٹھ پر اس استقامت سے بیٹھتے تھے جیسے ٹھوس زمین پر مضبوط درخت استقلال کے ساتھ کھڑے ہوئے ہوتے ہیں۔

شعر نمبر ⑰ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ذہن ودل مرعوب اور خوف زدہ ہوجائے تو درخت سے ایک پتہ گرنے کی آواز سے بھی انسان ڈر جاتا ہے، یہی حال کفار ومشرکین کا تھا کہ ان کے دل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ایسے مرعوب اور خوف زدہ تھے کہ بھیڑ اور بکری کی آواز بھی ان کے جسموں پر رعشہ طاری کردیا کرتی تھی۔

شعر نمبر ⑱ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ بڑے بڑے شیر صفت جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے آتے تو ہیبت اور جلال ایمانی سے ان کی نگاہیں جھک جاتی تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے وہ شہ سوار بھیڑ اور بکری کے بچوں کی طرح نظر آتے تھے۔

شعرنمبر ⑲ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسی صداقت ہے جس پر کائنات کا ذرہ ذرہ شاہد عدل ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال کی تاریخ میں کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ آپ ﷺ کا کوئی سچا عاشق کبھی ناکام ہوا ہو، یہ آپ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ سے کمال عشق ہی کا نتیجہ تھا کہ اونٹوں کے چرانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا امام بنادیا، اس کے برعکس جن لوگوں نے نعوذ باللہ آپ ﷺ کی مخالفت اور آپ ﷺ سے عداوت کا مظاہرہ کیا وہ دنیا میں بے نام ونشان ہوگئے اور آخرت کی ناکامی بھی یقیناً ان کا مقدر ہوگی۔

شعرنمبر ⑳ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو اپنی امت سے بے پناہ محبت ہے اس لئے آپ ﷺ نے اپنی امت کو ملت اسلامیہ سے وابستہ کرکے اس کی حفاظت کا انتظام فرمایا اور دار فناء سے رخصت ہوکر رفیق اعلیٰ سے جاملے، جیسے شیر اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے انہیں اپنی کچھار (شیر کے رہنے کی جگہ) میں لے آتا ہے، لہٰذا جب تک امت اس حصار ملت کے دائرے میں رہے گی محفوظ رہے گی۔

شعرنمبر ㉑ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ میں اعداء اسلام کو شکست دینے کے لئے صحابہ رضی اللہ

عنہم کا انتخاب فرمایا اسی طرح قرآن کریم کے ذریعے بھی مجادلہ کرنے والوں کو شکست فاش دی، لہٰذا میدان جنگ ہو یا علم وحکمت کی محافل ہر ہر میدان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم فتح مند رہے۔

شعر نمبر ۲۰ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا والوں کے لئے اس سے بڑا معجزہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب وعجم میں سے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا لیکن حقائق واسرار دین، اصول وعقائد، آداب واخلاق، قانون وشریعت ساری دنیا کو سکھائے، اسی طرح باوجود یتیم ہونے کے بھی اس دریتیم نے جس معجزانہ انداز میں تربیت پائی اور جاہلیت کے ماحول میں جس طرح اس جاہلانہ ماحول سے الگ ہوکر ایسی زندگی گزاری کہ دوست ودشمن سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق اور امین کہنے پر مجبور تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ

فِی طَلَبِ مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَشَفَاعَةٍ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

اے میرے مولا ہمیشہ اور دائمی درود وسلام بھیج

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اپنے محبوب ترین نبی ﷺ پر جو تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں

١ خَدَمْتُهٗ بِمَدِيْحٍ اَسْتَقِيْلُ بِهٖ

میں نے نعت کے ذریعے آپ ﷺ کی خدمت کی تاکہ اس کے ذریعے معافی طلب کروں

ذُنُوْبَ عُمُرٍ مَّطٰى فِي الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

اپنی عمر کے ان گناہوں کی جو اشعار اور امراء کی خدمت کرنے کی وجہ سے سرزد ہوئے

٢ اِذْ قَلَّدَانِيَ مَا تُخْشٰى عَوَاقِبُهٗ

کیونکہ ان دونوں گناہوں نے میری گردن میں پھندہ ڈال دیا جس کے انجام کا مجھے ڈر ہے

كَاَنَّنِيْ بِهِمَا هَدْيٌ مِّنَ النَّعَمِ

گویا ان دونوں گناہوں کی وجہ سے میں قربانی کا جانور بن چکا ہوں

٣ اَطَعْتُ غَيَّ الصِّبَا فِي الْحَالَتَيْنِ وَمَا

میں نے دونوں حالتوں میں جوانی کی گمراہی کی اطاعت کی

حَصَلْتُ اِلَّا عَلَى الْاٰثَامِ وَالنَّدَمِ

مگر سوائے گناہوں اور ندامت کے کچھ حاصل نہ کر پایا

٤ فَيَا خَسَارَةَ نَفْسِيْ فِيْ تِجَارَتِهَا

ہائے افسوس اس نقصان اور خسارے پر جو میرے نفس کو اس کی تجارت میں ہوا

لَمْ تَشْتَرِ الدِّيْنَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسُمِ

کہ نہ تو اس نفس نے دنیا کے بدلے دین خریدا اور نہ ہی اس کی قیمت لگائی

٥ وَمَنْ يَّبِعْ اٰجِلاً مِّنْهُ بِعَاجِلِهٖ

جو دنیا کے بدلے اپنی آخرت کو بیچے گا

يَبِنْ لَّهُ الْغَبْنُ فِيْ بَيْعٍ وَّفِيْ سَلَمٍ

اس کے سامنے موجودہ اور آئندہ خرید وفروخت میں نقصان ہی ظاہر ہوگا

٦ وَاِنْ اٰتِ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِيْ بِمُنْتَقِضٍ

اگرچہ میں نے گناہ کئے تب بھی میرا وہ عہد ٹوٹنے والا نہیں

مِّنَ النَّبِيِّ وَلَا حَبْلِيْ بِمُنْصَرِمٍ

جو نبی ﷺ کے ساتھ ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کے ساتھ رشتے کی رسی ٹوٹنے والی ہے

٧ فَاِنَّ لِيْ ذِمَّةً مِّنْهُ بِتَسْمِيَتِيْ

اس لئے کہ مجھے آپ ﷺ کی طرف سے امان وعہد حاصل ہے میرے نام کی وجہ سے

مُحَمَّدًا وَّهُوَ اَوْفَى الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

جو کہ محمد ہے اور آپ ﷺ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہیں

٨ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ مَعَادِيْ اٰخِذًا بِيَدِيْ

اگر قیامت کے دن آپ ﷺ میری دستگیری نہیں فرمائیں گے

فَضْلاً وَّاِلَّا فَقُلْ يَا زَلَّةَ الْقَدَمِ

اپنے فضل سے تو اس وقت یہی کہنا پڑے گا ہائے افسوس اس لغزش قدم پر

٩ حَاشَاهُ اَنْ يُّحْرَمَ الرَّاجِیْ مَكَارِمَهٗ

ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا کہ ان کے کرم کا امیدوار محروم کردیا جائے

اَوْ يَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَيْرَ مُحْتَرَمِ

یا کوئی پناہ لینے والا بےتوقیر لوٹے

١٠ وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْكَارِیْ مَدَائِحَهٗ

اور جب سے میں نے ان کی مدح کو اپنے افکار میں لازم کرلیا ہے

وَجَدْتُّهٗ لِخَلَاصِیْ خَيْرَ مُلْتَزِمِ

تو میں نے اپنی نجات کے لئے بہترین جائے پناہ حاصل کرلی ہے

١١ وَلَنْ يَّفُوْتَ الْغِنٰی مِنْهُ يَدًا تَرِبَتْ

آپ ﷺ کی سخاوت کسی خاک آلود (تنگ دست) کو کبھی نہیں چھوڑتی

اِنَّ الْحَيَا يُنْبِتُ الْاَزْهَارَ فِی الْاَكَمِ

بےشک جب بارش برستی ہے تو ٹیلوں پر بھی پھول اگادیتی ہے

١٢ وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِی اقْتَطَفَتْ

اور میں آپ ﷺ کی مدح سرائی سے دنیاوی دولت کا طلب گار نہیں ہوں

يَدَا زُهَيْرٍ بِمَا اَثْنٰی عَلٰی هَرِمِ

جیسے زہیر نے ہرم بن سنان کی مدح کرکے دنیاوی دولت کمائی

اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ

(تشریح اشعار)

شعر نمبر ① میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی مقصود کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض نعت نہیں بلکہ ایک خدمت ہے اور حقیقی خادم وہی ہوسکتا ہے جو اپنے مخدوم کا مطیع اور فرمانبردار ہو، اور پھر ایک اہم نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ جس قسم کا گناہ ہو اس کی تلافی اسی طرح کی نیکی سے کی جائے، چونکہ صاحب قصیدہ کی عمر کا ایک حصہ امراء اور رؤساء کی قصیدہ خوانی میں گزرا جس کا ان کو بے حد قلق اور افسوس ہے، لہٰذا اب وہ اس کی تلافی نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کر کے انجام دے رہے ہیں۔

اولیاء اللہ کی نگاہ میں صغیرہ گناہ بھی کبیرہ گناہ کے درجہ میں ہوتا ہے اور اگر ان سے معمولی لغزش بھی سرزد ہوجائے تو وہ ندامت کی اس انتہاء پر پہنچ جاتے ہیں جہاں بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا، وہ اپنے آپ کو قربانی کے اس جانور کی طرح سمجھنے لگتے ہیں جس کے گلے میں رسی ڈال کر قربان گاہ کی طرف لے جایا جارہا ہو اور موت سے بچنے کا کوئی راستہ نہ ہو، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ بھی نویں فصل کے شعر نمبر ② میں خوف

کے اسی منتہاء پر نظر آرہے ہیں۔

شعر نمبر ③، شعر نمبر ④ اور شعر نمبر ⑤ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی عمر کا ایک بیش قیمت حصہ ہجویہ شاعری اور امراء ورؤساء کی قصیدہ خوانی میں گزر گیا جسے وہ بچپن اور لڑکپن کی گمراہی تصور کر رہے ہیں کیونکہ انہیں اس بات کا یقین ہے کہ عقل وفہم اور شعور کی حالت میں انسان اس طرح کے لایعنی کاموں میں اپنی عمر ضائع نہیں کرسکتا، اور ساتھ ہی اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ عہد گزشتہ میں جو لایعنی مدحیہ اور ہجویہ قصیدہ گوئی کا ارتکاب ہوگیا وہ خسارے کی تجارت تھی لہٰذا آئندہ اس سے اجتناب ضروری ہے، کیونکہ آخرت کو بیچ کر دنیا کا چند روزہ نفع حاصل کرنا درحقیقت نفع نہیں بلکہ خسارہ اور نقصان ہے۔

شعر نمبر ⑥ اور شعر نمبر ⑦ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ خوف کے مقام منتہاء سے اب مقام رجاء کی طرف آرہے ہیں کہ اگرچہ عمر کا ایک حصہ لایعنی اور معصیت میں گزرا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آپ ﷺ کی شفاعت سے مایوس نہیں ہوں۔

عاشق صادق کی نظر میں محبوب کے ساتھ معمولی سی نسبت کی جو قیمت ہوتی ہے اس کا اندازہ لگانا ہر ایک کے لئے ممکن نہیں اس کے لئے تو محبوب کی گلی کا ذرہ

ذرہ قابل احترام ہوتا ہے تو پھر محبوب کے نام سے اگر عاشق صادق کی نسبت ہوجائے تو اس کے دل کے کیف وسرور کا کیا عالم ہوگا، علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس بات کی قوی امید ہے کہ ان کے محبوب ﷺ اپنے ہم نام عاشق کو مایوس نہیں کریں گے۔

شعر نمبر ⑧ اور شعر نمبر ⑨ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ میں سراپا تقصیر ہونے کی وجہ سے شفاعت رسول ﷺ کا اہل تو نہیں لیکن مجھے اس کی قوی امید ہے کہ وہ ضرور شفاعت فرمائیں گے لیکن اگر اللہ نہ کرے روز محشر میں آپ ﷺ نے میری شفاعت نہ فرمائی تو پھر اس دن میرے لئے کوئی اور جائے پناہ نہیں ہوگی تاہم اس حال میں بھی مجھے اپنے محبوب ﷺ سے شکوہ کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ ایک سچے عاشق کو اپنے محبوب سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوتی، لیکن چونکہ مایوسی کفر ہے اور آپ ﷺ جو شفیع المذنبین ہیں اور جن کی رحمت تمام عالمین کو شامل ہے ان کی ذات سے بعید ہے کہ وہ اپنے عاشق کی شفاعت نہ فرمائیں اس لئے مجھے اس بات کا کامل یقین ہے کہ میرے محبوب ﷺ کی نظر رحمت مجھ گناہ گار کو ضرور تلاش کر کے اپنی آغوش شفاعت میں لے لے گی۔

شعر نمبر ⑩ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ جب انہوں نے

لایعنی شاعری سے توبہ کر کے اپنی زندگی کو نعت رسول ﷺ اور اتباع سنت میں صرف کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو اب انہیں اس بات کی قوی امید ہوگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ان کی نجات کے ضامن ہوں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت بھی فرمائیں گے۔

شعر نمبر ⑪ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی گزشتہ زندگی کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ ایک وہ وقت تھا جب مدحیہ وہجویہ شاعری ان کا شغل تھا جس سے مقصود مادی دولت کا حصول تھا اور اب ایک یہ وقت ہے کہ جب اپنے سارے افکار وخیالات کو مدح رسول ﷺ کے ساتھ مخصوص کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے ان کے دل کو غنی کر دیا ہے اور اب کسی مادی دولت کی کشش باقی نہیں رہی اور یہ ایسی دولت ہے جو کبھی ضائع نہیں ہوسکتی۔

شعر نمبر ⑫ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ بطور مثال دور جاہلیت کے مشہور شاعر زہیر بن ابی سلمہ کا ذکر فرمارہے ہیں جو اپنے ممدوح ہرم بن سنان کی مدح سرائی کر کے مادی فوائد حاصل کیا کرتا تھا اور اس تذکرے سے مقصود یہ ہے کہ میں جو اپنے محبوب ﷺ کی مدح وثناء بیان کر رہا ہوں اس سے میرا مقصود مادی منفعت نہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْفَصْلُ الْعَاشِرُ

فِي ذِكْرِ الْمُنَاجَاتِ وَعَرْضِ الْحَاجَاتِ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

اے میرے مولا ہمیشہ اور دائمی درود وسلام بھیج

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اپنے محبوب ترین نبی ﷺ پر جو تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں

١ يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ

اے مخلوق میں سب سے معزز ذات کون ہے میرا جس سے میں پناہ چاہوں

سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

مصیبتوں کے نازل ہونے میں آپ کے علاوہ

٢ وَلَنْ يَّضِيْقَ رَسُوْلَ اللهِ جَاهُكَ بِيْ

اے اللہ کے رسول میری شفاعت کرنے کی وجہ سے آپ کے رتبے میں کمی نہیں آئے گی

اِذَا الْكَرِيْمُ تَجَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

جب اللہ تعالیٰ جو کریم ہے اپنی صفت انتقام کے ساتھ جلوہ گر ہوگا

٣ فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا

بے شک آپ ﷺ کے جودوسخا ہی کی وجہ سے دنیا وآخرت کا وجود ہے

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

اور لوح وقلم کا علم آپ ﷺ کے علم کا ہی ایک حصہ ہے

٤ يَانَفْسُ لَاتَقْنَطِيْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ

اے میرے نفس اپنی بڑی بڑی لغزشوں کی وجہ سے مایوس نہ ہو

اِنَّ الْكَبَائِرَ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

بے شک اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور بخشش میں بڑے گناہ بھی چھوٹے گناہوں کی طرح ہیں

٥ لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّيْ حِيْنَ يَقْسِمُهَا

شاید ایسا ہوجائے کہ جب میرا رب اپنی رحمت کو تقسیم کرے

تَأْتِيْ عَلٰى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقَسَمِ

تو میرے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے رحمت کا کثیر حصہ مجھے نصیب ہو

٦ يَا رَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِيْ غَيْرَ مُنْعَكِسٍ

اے میرے رب میری امیدوں کو ایسا نہ بنانا کہ وہ ناکام واپس ہوجائیں

لَّدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِيْ غَيْرَ مُنْخَرِمِ

وہ امیدیں جو میں نے تجھ سے باندھی ہیں اور میرے حساب میں مجھے مت الجھانا

٧ وَالْطُفْ بِعَبْدِكَ فِي الدَّارَيْنِ اِنَّ لَهٗ

اور دونوں جہانوں میں اپنے بندے پر کرم فرمانا کہ جس کا

صَبْرًا مَّتٰى تَدْعُهُ الْاَهْوَالُ يَنْهَزِمِ

صبر ایسا ہے کہ جب مصیبتیں اسے للکارتی ہیں تو شکست کھا جاتا ہے

٨ وَائْذَنْ لِّسُحْبِ صَلٰوةٍ مِّنْكَ دَائِمَةٍ

اور اپنی دائمی رحمت کے بادلوں کو حکم دے

عَلَى النَّبِيِّ بِمُنْهَلٍّ وَّمُنْسَجِمِ

کہ وہ نبی کریم ﷺ پر متواتر موسلادھار برستے رہیں

٩ وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ

اور ان کی آل پر اور ان کے صحابہ پر اور ان کی اتباع کرنے والوں پر

اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ

جو پرہیزگار ہیں اور برگزیدہ ہیں اور بردبار ہیں اور عزت والے ہیں

١٠ ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ

پھر راضی ہوجا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

وَعَنْ عَلِیٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْكَرَمِ

اور حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو عزت اور شرافت والے ہیں

١١ مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيْحُ صَبَا

یہ رحمت اس وقت تک برستی رہے جب تک بادِ صبا بان درخت کی ٹہنیوں کو لہراتی رہے

وَاَطْرَبَ الْعِيْسَ حَادِی الْعِيْسِ بِالنَّغَمِ

اور اونٹوں کو ہنکانے والے اپنی حدی سے اونٹوں کو مست کرتے رہیں

١٢ فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْ لِقَارِئِهَا

اے میرے رب اس قصیدہ کے لکھنے والے اور پڑھنے والے کی بخشش فرما

سَاَلْتُكَ الْخَيْرَ يَا ذَاالْجُوْدِ وَالْكَرَمِ

اے جود وکرم والے میں تجھ سے ہر قسم کی خیر مانگتا ہوں

اَلْفَصْلُ الْعَاشِرُ

(تشریح اشعار)

شعر نمبر ① میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ جس طرح آلام روزگار سے نجات کا واحد راستہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن رحمت میں پناہ لی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں زندگی گزاری جائے اسی طرح قیامت کے ہولناک دن میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے دامن رحمت وشفاعت میں پناہ ملے گی۔

عاشق صادق اپنی تمام کوتاہیوں کے باوجود اپنے محبوب کے لطف وکرم سے مایوس نہیں ہوتا لہٰذا علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس بات کا یقین ہے کہ میدان محشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری شفاعت ضرور فرمائیں گے، شعر نمبر ② میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسی کیفیت کو بیان فرمارہے ہیں۔

مومن کبھی تو انتہائی خوف کے عالم میں لرزاں نظر آتا ہے تو کبھی گناہوں کے احساس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پرامید نظر آتا ہے، شعر نمبر ③ اور شعر نمبر ④ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ بھی مقام رجاء کی اس انتہاء تک رسائی کو بیان فرمارہے ہیں، جہاں عاشق صادق کو ہر طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی

کے جلوے نظر آتے ہیں، کیونکہ گناہوں پر جس قدر عتاب ہوتا ہے ان گناہوں کی وجہ سے احساس ندامت پر اتنا ہی اجر وثواب بھی مرتب ہوتا ہے، اپنے قصور کا اعتراف اور اپنے کئے ہوئے جرائم کا احساس اور گناہوں پر ندامت کی برکت سے گناہوں کی تلخی، رحمت خداوندی کی امید کی لذت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

شعر نمبر ⑤ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ ناامیدی رحمت حق سے دور ہونے کی علامت ہے اس لئے مومن مسلسل اس دعا میں لگا رہتا ہے کہ اے اللہ! میری جو امیدیں تجھ سے وابستہ ہیں وہ منقطع نہ ہوں اور میری امیدوں کے برعکس تیری جانب سے کوئی فیصلہ صادر نہ ہو۔

امور دنیا ہوں یا امور آخرت ہر حال میں مومن اللہ تعالیٰ سے پرامید ہو کر اسی سے مدد طلب کرتے ہوئے لذت وسرور میں رہتا ہے، اسے اپنی طاقت اور قوت پر بھروسہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا ہر ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز وانکساری اور اس پر کلی اعتماد کا مظہر ہوتا ہے، یہی صدائے عجز ونیاز ہے جو شعر نمبر ⑥ کی صورت میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر جاری ہوئی ہے۔

بحر عشق ومحبت میں جب یادوں کا تلاطم ہوتا ہے تو عاشق صادق کی خواہش ہوتی ہے کہ جس طرح وہ شب و روز اپنے محبوب کے ذکر اور مدح وثناء میں

مشغول رہتا ہے اسی طرح کائنات کا ہر ہر ذرہ محبوب کی قصیدہ خوانی میں اس کے ساتھ شامل ہوجائے ، چونکہ صاحب قصیدہ بھی سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس لئے وہ شعر نمبر ۷ میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کررہے ہیں کہ وہ اپنے بادلوں کو حکم دے کہ وہ بھی ہمہ وقت محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کی بارش کرتے رہیں۔

شعر نمبر ۸ ،شعر نمبر ۹ اور شعر نمبر ۱۰ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ محبت کی واضح علامات میں سے ایک بڑی علامت یہ بھی ہے کہ عاشق اپنے محبوب سے تعلق رکھنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے، اگر کوئی اپنے محبوب کے آل واصحاب سے محبت نہ رکھے تو وہ دعوی عشق ومحبت میں جھوٹا ہے، یہی وجہ ہے کہ جولوگ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت رکھتے ہیں، وہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے بھی محبت کرتے ہیں، چنانچہ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمارہے ہیں کہ اے اللہ! میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین پر ہمیشہ ہمیشہ رحمتوں کی بارش ہوتی رہے۔

شعر نمبر ۱۱ میں علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ جس طرح بحیثیت صاحب قصیدہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب فرمارہے ہیں اسی طرح اس قصیدے کے

پڑھنے والوں کے لئے بھی مغفرت طلب فرما رہے ہیں یہ درحقیقت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص ومحبت کی وہ اعلیٰ قسم ہے جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

حرفِ آخر

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ ہی کے فضل وکرم سے مجھ ناکارہ کو اس بات کی توفیق ملی کہ قصیدہ بردہ کی شرح میں اکابر کی طرف سے کی گئی تشریح کو مختصر انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور جس طرح آپ ﷺ کی چادر مبارک کے صدقے صاحب قصیدہ بردہ کے جملہ امراض دور ہوئے اللہ تعالیٰ مجھے اور اس رسالے کے پڑھنے والوں کو بھی امرض ظاہرہ اور باطنہ سے شفاء کاملہ عطا فرمائے، گنبد خضراء کے مکین ﷺ کی سچی محبت اور آپ ﷺ کا قرب نصیب فرمائے اور جنت البقیع میں آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پڑوس میں مدفن نصیب فرمائے اور قیامت کے روز جب آپ ﷺ کے عشاق کو پکارا جائے تو اس صف میں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی شمار فرمائے آمین آمین آمین۔

آپ حضرات سے گزارش ہے کہ اس مبارک قصیدہ کو اپنے معمولات میں شامل فرمائیں، اور اپنی دعاؤں میں سعد عبدالرزاق کو اور اس مبارک کام کا ذریعہ بننے والے تمام احباب کو اور اس کی تکمیل اور اشاعت میں شریک ہونے والے تمام احباب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، یہ آپ کا ہم پر احسان ہوگا۔

سعد عبدالرزاق

+92 321 2022205

ایک بدوی (دیہاتی) کی روضۂ مبارکہ پر حاضری اور دعا

ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے روضۂ مبارکہ پر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَبِيْبُكَ وَأَنَا عَبْدُكَ وَالشَّيْطَانُ

اے اللہ! یہ تیرے حبیب ہیں، اور میں تیرا بندہ ہوں اور شیطان تیرا دشمن ہے،

عَدُوُّكَ فَإِنْ غَفَرْتَ لِيْ سَرَّ حَبِيْبُكَ وَفَازَ عَبْدُكَ

اگر تو مجھے معاف کردے گا تو تیرا حبیب راضی ہو جائے گا اور تیرا بندہ کامیاب ہو جائے گا

وَحَزِنَ عَدُوُّكَ وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْلِيْ حَزِنَ حَبِيْبُكَ

اور تیرا دشمن غم میں مبتلا ہوجائے گا اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو تیرے حبیب کو صدمہ ہوگا

وَرَضِيَ عَدُوُّكَ وَهَلَكَ عَبْدُكَ وَأَنْتَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ

اور تیرا دشمن خوش ہو جائے گا اور تیرا بندہ ہلاک ہو جائے گا اور تو اس بات سے بلند ہے

تُحْزِنَ حَبِيْبَكَ وَتُرْضِيَ عَدُوَّكَ وَتُهْلِكَ عَبْدَكَ

(تو نہیں چاہے گا) کہ اپنے حبیب کو غم میں مبتلا کرے اور اپنے دشمن کو خوش کرے اور اپنے بندے کو ہلاک کرے،

اَللّٰهُمَّ إِنَّ كِرَامَ الْعَرَبِ إِذَا مَاتَ فِيْهِمْ سَيِّدُهُمْ

اے اللہ! معزز عربوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب ان میں سے کوئی سردار فوت ہو جاتا ہے

أَعْتَقُوْا عَبِيْدَهُمْ عِنْدَ قَبْرِهٖ وَهٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ

تو اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، اور یہ تو تمام جہانوں کے سردار ہیں،

فَأَعْتِقْنِيْ مِنَ النَّارِ عِنْدَ قَبْرِهٖ

تو تو مجھے ان کی قبر مبارک جہنم کی آگ سے آزادی کا پروانہ عطا فرما۔

المیزاب پبلشرز کی دیگر تصانیف

حج وعمرہ کے مسائل کی مشہور کتاب معلم الحجاج کے منتخبات مع جدید اضافہ جات پر مشتمل کتاب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج یعنی حجۃ الوداع کا مختصر اور مدلل تذکرہ

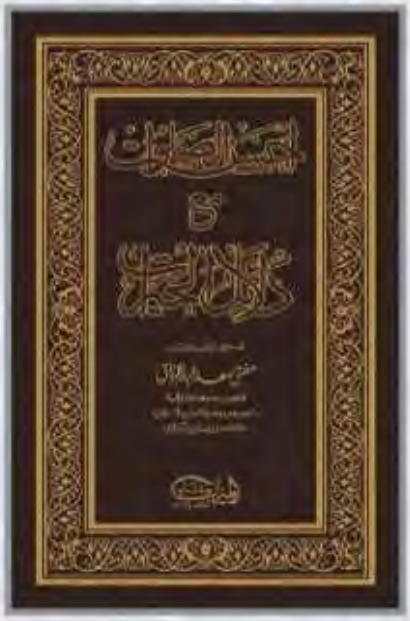

درود شریف کے فضائل اور دلائل الخیرات پر مشتمل کتاب

روزمرہ کی دعاؤں اور الحزب الاعظم پر مشتمل کتاب

مولای صل وسلم دائما أبدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

المیزان پبلشرز
کراچی، پاکستان